لاہور
ہفت روزہ
ندائے خلافت
49
www.tanzeem.org
مسلسل اشاعت کا
33واں سال
تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام
تنظیم اسلامی کا ترجمان
21 تا 27 جمادی الاُخریٰ 1446ھ/ 24 تا 30 دسمبر 2024ء

قائدِ اعظم اور پاکستان کا مستقبل

"Pakistan ...Came into existence on August 14, 1947. Pakistan is the premier Islamic State and the fifth largest in the world..... The constitution of Pakistan has yet to be framed by the Pakistan Constitution Assembly. I do not know what the ultimate shape of this constitution is going to be, but I am sure that it will be of a democratic type, embodying the essential principles of Islam. Today they are as applicable in actual life as they were 1300 years ago. Islam and its idealism have taught us democracy. It has taught equality of men, justice and fairplay to everybody....."

ترجمہ: ''پاکستان 14 اگست 1947ء کو عظیم اسلامی ریاست کی حیثیت سے معرضِ وجود میں آیا۔ یہ دنیا میں پانچویں بڑی اسلامی مملکت ہے۔ پاکستان کا آئین، آئین ساز اسمبلی نے بنانا ہے۔ مجھے ابھی اس کی حتمی شکل کے بارے میں علم نہیں ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ آئین جمہوری اور اسلام کے مسلمہ قوانین پر مبنی ہوگا۔ یہ اصول وقوانین آج بھی اتنے ہی قابلِ عمل ہیں جتنے تیرہ سو سال قبل تھے۔ اسلام اور اس کا آئیڈیل ازم ہمیں نہ صرف جمہوریت کا درس دیتا ہے، بلکہ انسانی مساوات، انصاف اور سب کے ساتھ حسنِ سلوک بھی سکھاتا ہے۔''

Talk on Pakistan Broadcast to the people of the United State of America. Feb, 1948 / Civil & military Gazette, 27 Feb, 1948 / Speeches and Writings of Mr. Jinnah, Vol II.

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 444 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 45100 سے زائد، جن میں بچے: 18250،
عورتیں: 13900 (تقریباً)۔ زخمی: 109000 سے زائد

اس شمارے میں

کیا یہ قائداعظم کا پاکستان ہے؟
الہامی تعلیمات میں مشترکہ معاشرتی ہدایات
دعوت دین اور اس کے لوازمات
قائداعظم کا پاکستان
...مرے دور کا مسلماں!
دیکھنا قافلہ چھوٹ نہ جائے

دنیا میں اقتدار کی طلب اور فساد مچانے کی مذمت

سُورۃُ القَصَص — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیت:83

تِلۡکَ الدَّارُ الۡاٰخِرَۃُ نَجۡعَلُہَا لِلَّذِیۡنَ لَا یُرِیۡدُوۡنَ عُلُوًّا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۸۳﴾

آیت:۸۳ ﴿تِلۡکَ الدَّارُ الۡاٰخِرَۃُ نَجۡعَلُہَا لِلَّذِیۡنَ لَا یُرِیۡدُوۡنَ عُلُوًّا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ﴾ ”یہ آخرت کا گھر تو ہم اُن لوگوں کے لیے مخصوص کرتے ہیں جو نہ تو زمین میں اقتدار و اختیار کے خواہاں ہیں اور نہ ہی فساد مچانا چاہتے ہیں۔“

دراصل یہاں پر اقتدار کی طلب اور ہوس کی مذمت ہے نہ کہ بوقت ضرورت اقتدار کی ذِمّہ داری سنبھالنے کی۔ جیسے حضور ﷺ کی انقلابی جدّوجُہد کے نتیجے میں مدینہ کی چھوٹی سی ریاست وجود میں آ گئی تو آپؐ کو اس کے سربراہ کی حیثیت سے ذِمّہ داری سنبھالنا پڑی۔ لیکن نہ تو آپ ﷺ کی جدّوجُہد کا مقصد حصولِ اقتدار تھا اور نہ ہی آپ ﷺ اس کے خواہش مند تھے۔ چنانچہ اقتدار کا خواہش مند ہونے اور اقتدار کی ذِمّہ داری نبھانے کے لیے آمادہ ہو جانے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس حوالے سے یہاں پر واضح کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یقیناً آخرت کا گھر اُن لوگوں کے لیے مخصوص کر رکھا ہے جو اُس کے دین کی سربلندی کے لیے جدّوجُہد میں خود کو کھپا رہے ہیں۔ لیکن اس کٹھن راستے کے مسافروں کو اس حقیقت سے آگاہ ہونا چاہیے کہ اگر اس جدّوجُہد کے دوران میں دل کے کسی گوشے میں ہوسِ اقتدار کی کوئی کونپل پھوٹ پڑی یا اپنا نام اونچا کرنے کی خواہش نے نفس کے کسی کونے میں جڑ پکڑ لی تو اللہ کے ہاں ایسا ”مجاہد“ نااہل (disqualified) قرار پائے گا اور اس کی ہر ”جدّوجُہد“ مسترد کر دی جائے گی۔

﴿وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۸۳﴾﴾ ”اور آخرت کی زندگی تو ہے ہی اہل تقویٰ کے لیے۔“

آخرت کی نعمتوں اور اس کے عیش و آرام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی بندوں کے لیے مخصوص کر رکھا ہے۔

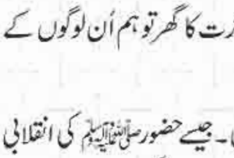

درس حدیث

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

عَنۡ أَبِي ذَرٍّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَرۡوِيهِ عَنۡ رَبِّهِ قَالَ: ((يَا ابۡنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوۡتَنِي وَرَجَوۡتَنِي غَفَرۡتُ لَكَ مَا كَانَ فِيكَ ابۡنَ آدَمَ إِنَّكَ إِنۡ تَلۡقَانِي بِقُرَابِ الۡأَرۡضِ خَطَايَا لَقِيتُكَ بِقُرَابِهَا مَغۡفِرَةً بَعۡدَ أَنۡ لَا تُشۡرِكَ بِي شَيۡئًا ابۡنَ آدَمَ إِنَّكَ إِنۡ تُذۡنِبۡ حَتّٰى يَبۡلُغَ ذَنۡبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ، ثُمَّ تَسۡتَغۡفِرُنِي أَغۡفِرۡ لَكَ وَلَا أُبَالِي)) (سنن دارمی)

سیدنا ابوذر ؓ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے انسان! جب تک تو مجھ کو پکارتا رہے گا اور مجھ سے (اچھی) امید رکھے گا تو میں تیرے اس سے پہلے کے گناہ معاف کر دوں گا۔ اے انسان! اگر تو زمین بھر گناہ لے کر میرے پاس آیا تو میں بھی تجھ سے زمین بر بخشش کے ساتھ ملاقات کروں گا بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا، اے آدم کے بیٹے! اگر تو اتنے گناہ کرے کہ تیرے گناہ آسمان کی بلندی کو چھونے لگیں، پھر تو مجھ سے مغفرت و بخشش طلب کرے تب بھی میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہ ہوگی۔“

تشریح: طاعات و نیکیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب کوئی حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ بھی رحمت و محبت، بخشش و مغفرت کے ساتھ اس سے قریب ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے اور ڈھیر سارے گناہوں کے باوجود اگر انسان سچے دل سے توبہ و استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ نہ صرف اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے بلکہ اس کے لئے یہ خوشخبری ہے: گناہ سے توبہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے اُس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان گناہوں کو اپنا شیوہ بنا لے، کیونکہ ایسا شخص توبہ کی توفیق سے محروم رہتا ہے۔ اس حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ انسان سے نادانی اور غفلت میں کتنے ہی گناہ سرزد ہو جائیں حتیٰ کہ اس کے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں تو بھی اس کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے، بلکہ خلوصِ دل سے توبہ کرنی چاہیے۔

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

21 تا 27 جمادی الآخری 1446ھ جلد 33
24 تا 30 دسمبر 2024ء شمارہ 49

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم

مجلس ادارت: • رضاء الحق • فرید اللہ مروت • وسیم احمد باجوہ • محمد رفیق چودھری

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک .... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
خورشید انجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا یہ قائدِ اعظم کا پاکستان ہے؟

اگرچہ پاکستان کا قیام قائداعظمؒ کی قیادت میں مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد کا نتیجہ تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ”پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ“ کے ایمان افروز اور ولولہ انگیز نعرے نے اس سیاسی جدوجہد کو ایسی قوت بخش دی تھی کہ انگریز حکمران اور ہندوؤں کی جماعت آل انڈیا کانگرس دونوں ”متحدہ ہند“ کے موقف سے پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور قیام پاکستان کے 1½ سال بعد 1949ء میں قراردادِ مقاصد منظور ہو گئی جس سے ریاست کی سمت بجا طور پر متعین ہو گئی۔ اس پر مستزاد یہ کہ پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے 31 جید علماء نے 22 متفقہ نکات پر مشتمل متفقہ فارمولا پیش کیا کہ پاکستان کو جدید دور کی اسلامی فلاحی ریاست کیسے بنایا جا سکتا ہے اور نفاذ اسلام کے حوالے سے حجت قائم کر دی۔ البتہ مسلم لیگ کے بعض آزاد منش اراکین اور کچھ دوسرے لبرلز/سیکولرز اس پر ناخوش تھے، لیکن قائد ملت لیاقت علی خان قرارداد کو عملی شکل دینے کے لیے پُرعزم تھے۔ بعض عالمی قوتیں بھی اس قرارداد کو عملی تعبیر دینے کی مخالفت کر رہی تھیں۔

بہر حال 16 اکتوبر 1951ء کو وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان کو جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔ پھر کیا تھا، ترقی کی گاڑی نہ صرف رُک گئی بلکہ اُسے ریورس گیئر لگ گیا اور عملی طور پر ریاستی عناصر نے سیکولرازم کو اپنا ہدف اور مقصود بنا لیا۔ گویا گاڑی کا انجن اُس کی پشت پر لگ گیا اور اسلام کے نام پر قائم ہونے والا ملک عملاً سیکولرازم کی راہ پر چل پڑا۔ اگرچہ کسی خاص طبقہ کو اس حوالہ سے موردِ الزام ٹھہرایا نہیں جا سکتا، لیکن یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ پاکستان کو کمزور کرنے، لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کرنے اور ملک کو اپنے وجہ جواز یعنی اسلام سے دور کرنے میں ملک کی اشرافیہ کا کردار کیا رہا ہے۔ یہاں ہم یہ بھی واضح کرتے چلے جائیں کہ اس اشرافیہ میں سیاست دان، جاگیر دار، سرمایہ دار اور سول، ملٹری اور عدالتی بیوروکریسی سب شامل ہیں۔ جس کا نتیجہ قوم 77 سال سے مسلسل بھگت رہی ہے۔ پہلے 1971ء میں بھارت کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست ہوئی اور ملک دو حصوں میں بٹ گیا۔ اب بھی کبھی جنوب سے سندھو دیش کی آواز اُٹھتی ہے اور لسانی بنیادوں پر قومیت کے نعرے لگتے ہیں اور کبھی شمال سے پختونستان کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔ جس سے پاکستان کی بقا کو شدید خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ کوئی ادارہ بھی اپنے آئینی حدود میں رہتے ہوئے کام کرنے کو تیار نہیں۔ پھر یہ کہ دہشت گردی کے عفریت نے ملک کو بری طرح گھیر رکھا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر ہماری مشرقی سرحد کے ساتھ ساتھ مغربی سرحد بھی غیر محفوظ ہو چکی ہے۔ اسرائیل اپنے توسیع پسندانہ عزائم پر تیزی سے عمل درآمد کر رہا ہے اور پاکستان کو اپنے گریٹر اسرائیل کے منصوبے کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتا ہے۔ ہم نے یہ ساری تمہید اس لیے باندھی ہے کہ آج بھی بعض حلقوں کی جانب سے یہ سوال بار بار اُٹھایا جاتا ہے کہ قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے؟ لیکن قائداعظم محمد علی جناح نے تو آغاز سے ہی واضح کر دیا تھا کہ پاکستان کا نظام کیسا ہوگا!

حقیقت یہ ہے کہ 1937ء سے 1947ء تک قائداعظم نے اسلام کا جو راگ الاپا ہے اس پر ان کے

ایک سو اقتباسات (quotations) موجود ہیں۔ ان دس سالوں کے دوران انھوں نے اپنی تقاریر میں برملا کہا ہے کہ ہمارا قانون‘ ہمارا نظام بلکہ ہماری ہر شے اسلام کے مطابق ہو گی۔ ان کے علاوہ ان کی تقاریر کے چالیس اقتباسات اور بھی ہیں جو ان کی پاکستان بننے کے بعد کی تقاریر سے ماخوذ ہیں جن میں انھوں نے اسلام ہی کی بات کی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں کا سیکولر حلقہ ان کی صرف ایک تقریر کے چند الفاظ کو ان کے باقی تقریباً ڈیڑھ سو خطابات پر حاوی قرار دے کر اسے دستورِ پاکستان کا حصہ بنانا چاہتا ہے۔ ہم یہاں پر قائداعظم محمد علی جناح کی تقاریر کے صرف دو حوالے دیں گے‘ جس سے اندازہ کیجیے کہ یہ مسٹر محمد علی جناح بول رہے ہیں یا مولانا محمد علی جناح خطاب فرما رہے ہیں!

11 جنوری 1938ء کو گیا ریلوے سٹیشن (بہار) پر ایک بہت بڑے مجمع عام سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے مسلم لیگ کا جھنڈا لہرا کر فرمایا:

’’آج اس عظیم الشان اجتماع میں آپ نے مجھے مسلم لیگ کا جھنڈا لہرانے کا اعزاز بخشا ہے۔ یہ جھنڈا درحقیقت اسلام کا جھنڈا ہے‘ کیونکہ آپ مسلم لیگ کو اسلام سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ بہت سے لوگ بالخصوص ہمارے ہندو دوست ہمیں غلط سمجھے ہیں۔ جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں یا جب ہم کہتے ہیں کہ یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے تو وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم مذہب کو سیاست میں گھسیٹ رہے ہیں‘ حالانکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر ہم فخر کرتے ہیں۔ اسلام ہمیں مکمل ضابطۂ حیات دیتا ہے۔ یہ نہ صرف ایک مذہب ہے بلکہ اس میں قوانین‘ فلسفہ اور سیاست سب کچھ ہے۔ درحقیقت اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی ایک آدمی کو صبح سے رات تک ضرورت ہوتی ہے۔ جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں تو ہم اسے ایک کامل لفظ کی حیثیت سے لیتے ہیں۔ ہمارا کوئی غلط مقصد نہیں‘ بلکہ ہمارے اسلامی ضابطہ کی بنیاد آزادی‘ عدل و مساوات اور اخوت ہے۔‘‘

اس کے بعد آپ 6 مارچ 1946ء کو فرماتے ہیں:

’’ہمیں قرآن پاک‘ حدیث شریف اور اسلامی روایات کی طرف رجوع کرنا ہو گا جن میں ہمارے لیے مکمل رہنمائی ہے‘ اگر ہم ان کی صحیح ترجمانی کریں اور قرآن پاک پر عمل پیرا ہوں۔‘‘

یہاں پر قائداعظم محمد علی جناح کی تقاریر کی چند شہ سرخیاں تبرکاً پیش خدمت ہیں:

- 6 جون 1938ء: ’’مسلم لیگ کا جھنڈا نبی اکرم ﷺ کا جھنڈا ہے۔‘‘
- 22 نومبر 1938ء: ’’اسلام کا قانون دنیا کا بہترین قانون ہے۔‘‘
- 8 اپریل 1938ء اسٹار آف انڈیا: ’’ملتِ اسلامیہ عالمی ہے۔‘‘
- 7 اگست 1938ء: ’’میں اوّل و آخر مسلمان ہوں۔‘‘
- 9 نومبر 1939ء: ’’مغربی جمہوریت کے نقائص۔‘‘
- 14 نومبر 1939ء: ’’انسان خلیفۃ اللہ ہے۔‘‘

ٹائمز آف لندن‘ 9 مارچ 1940ء: ’’ہندو اور مسلمان دو جداگانہ قومیں ہیں۔‘‘

26 مارچ 1940ء: ’’میرا پیغام قرآن ہے۔‘‘

یہ بھی ریکارڈ پر ہے کہ سیکولر لبرل حلقے 11 اگست 1947ء کی تقریر کی جو تعبیر کر رہے تھے قائداعظم نے خود اس کی نفی کر دی تھی۔ چنانچہ 2 جنوری 1948ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے دوٹوک انداز میں فرمایا تھا:

"Islamic principles today are as applicable to life as they were thirteen hundred years ago. He could not understand a section of the people who deliberately wanted to create mischief and propaganda that the constitution of Pakistan would not be made on the basis of Sharia."

’’اسلامی اصول آج بھی ہماری زندگی کے لیے اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے قابل عمل تھے۔ وہ یہ نہیں سمجھ سکے کہ لوگوں کا ایک گروہ جان بوجھ کر فتنہ اندازی سے یہ بات کیوں پھیلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کا آئین شریعت کی بنیاد پر مدوّن نہیں کیا جائے گا۔‘‘

یعنی جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کا دستور شریعت کے مطابق نہیں بنے گا وہ فتنہ پرور اور شرارتی ہیں اور غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

قائداعظم کے حوالے سے مزید جان لیجیے کہ ان کی وفات سے دو تین دن پہلے پروفیسر ڈاکٹر ریاض علی شاہ صاحب سے ان کی ملاقات ہوئی اور قائداعظم نے ان سے فرمایا:

’’تم جانتے ہو کہ جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے‘ تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے! یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہیں کر سکتا تھا‘ میرا ایمان ہے کہ یہ رسولِ خدا ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔‘‘

پاکستان کا اسلامی فلاحی ریاست بننا تو ہمارے ایمان کا جزو ہے‘ لیکن اگر حقائق کو مدِنظر رکھتے ہوئے بھی پاکستان کے ماضی اور حال پر نگاہ ڈالی جائے تو ہر ذی شعور پاکستانی مسلمان اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ہم نے اسلام سے دور ہٹ کر اور سیکولرازم کی راہ اختیار کر کے ذلت و خواری کے سوا کیا حاصل کیا ہے؟ سیاسی عدم استحکام، اقتصادی دیوالیہ پن اور بدترین معاشرتی بگاڑ اور عالمی قوتوں کی محتاجی بلکہ غلامی ہمارا مقدر بن گئی۔ آج صورتِ حال اس قدر مخدوش ہو چکی ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان مسلسل مصائب اور عذاب کے سائے میں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بقائے پاکستان کو مستحکم بنیادیں فراہم کرنے کے لیے نفاذِ عدلِ اسلام ناگزیر ہے جو اب تک تشنہ تکمیل ہے۔ اس سے فکر کا خلا پیدا ہو چکا ہے اور خلا کا پُر ہونا چونکہ فطری عمل ہوتا ہے لہٰذا لسانی‘ نسلی اور جغرافیائی بنیادوں پر فتنے سر اُٹھانے لگے۔ ہماری رائے میں ریاست کو ایک اکائی کی حیثیت سے قائم رکھنے اور اسے مستحکم و مضبوط کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ہم اپنی اصل کی طرف لوٹیں۔ جس نظریہ کی بنیاد پر اس ملک کو معرضِ وجود میں لایا گیا تھا‘ اُس نظریہ یعنی دینِ اسلام کو اپنے تمام تر نظام کی بنیاد اور جڑ قرار دے کر پاکستان کو ایک حقیقی اسلامی ریاست بنانے کی جدوجہد کا آغاز کریں کیونکہ اسلام ہی پاکستان کی واحد بائنڈنگ فورس ہے۔ یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ جو عمارت اپنی بنیادوں سے ہٹ کر تعمیر کی جائے گی‘ کبھی مضبوط و مستحکم نہ ہو گی اور گزرتے زمانے کے حوادث اُسے کسی وقت بھی زمین بوس کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بقول علامہ اقبال: ؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

الہامی تعلیمات میں مشترکہ معاشرتی ہدایات

(سورۃ الانعام کی آیات 152 اور 153 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 13 دسمبر 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

آج ہم سورۃ الانعام کی آیات: 152 اور 153 کا مطالعہ کریں گے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بہت اہم معاشرتی احکام عطا فرمائے ہیں جو تمام شریعتوں میں مشترک رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یوں بھی روایت ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وصیتوں کو پڑھنا چاہے وہ ان آیات کا مطالعہ کرے۔ ان آیات کے اختتام پر بھی وصاکم کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وصیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وصیت ایک ہی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ سورہ انعام کی آیت 152 میں چار ہدایات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آ رہی ہیں۔

پہلی ہدایت: یتیم کے مال کی حفاظت

سب سے پہلے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ﴾ ''اور یتیم کے مال کے قریب مت پھٹکو' مگر بہترین طریقے سے (اس کے مال کی حفاظت کرو) یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔''

شرعاً یتیم وہ نابالغ بچہ یا بچی ہے جس کے والد کا انتقال ہوگیا ہو۔ ہمارے دین میں یتیموں کی کفالت کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ اگر ان یتیم بچوں اور بچیوں کو کسی کا دست شفقت نہ ملے تو یہ اپنے آپ کو محروم سمجھتے ہیں اور پھر ردعمل کے طور پر ممکن ہے کہ وہ مجرمانہ ذہنیت کے ساتھ پروان چڑھیں۔ مغربی معاشرہ یتیموں کی دیکھ بھال کو کارپوریٹ سیکٹر میں سوشل رسپانسبلٹی (سماجی ذمہ داری) کا نام دیتا ہے۔ یعنی وہ اپنے امیج کو بہتر بنانے کے لیے یہ کام کرتے ہیں وگرنہ ان کو انسانوں سے اتنی ہی ہمدردی ہو تو اپنے شرح منافع میں کمی کر دیں تو انسانوں کا بھلا ہو جائے گا۔ دین تو ایمان کی بنیاد پر ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ یتیموں کی پرورش کی جائے۔ ایمان انسانیت سے بہت بڑی شے ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی بہت ساری احادیث میں اس جانب توجہ دلائی ہے۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے گھرانوں میں سے بہترین گھر وہ ہے، جہاں کسی یتیم کے ساتھ بھلا سلوک ہوتا ہے، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے جہاں کسی یتیم کے ساتھ برا سلوک ہوتا ہے۔ کبھی آپؐ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ساتھ ہوں گے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ کی دو انگلیاں ملا کر دکھائیں کہ یتیم کی کفالت کرنے والا روزِ محشر اس طرح میرے ساتھ کھڑا ہوگا۔ کبھی کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میرا دل سخت ہوگیا ہے، میں کیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کسی یتیم کے سر پر دست شفقت رکھو (بھلا سلوک کرو)، اللہ تمہیں دل کی نرمی عطا فرمادے گا۔ آج ہمارے معاشرے میں یہ مسئلہ عام ہوگیا ہے، دل سخت ہو گئے، نماز ادا کرنے کو دل نہیں چاہتا، قرآن کھولنے میں لطف نہیں آتا، موسیقی کے لیے رات بھر جاگنے کو تیار ہیں لیکن اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کے لیے فجر میں بستر چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ بڑے بڑے مظالم دیکھنے کے بعد بھی ہماری آنکھوں میں آنسو نہیں آتے، کسی کے لیے ہمدردی کے دو بول زبان پر نہیں آسکتے، یہ سب دلوں کی سختی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نشاندہی فرمادی کہ دلوں کی اس سختی کی ایک وجہ یتیموں کے سر پر دست شفقت نہ رکھنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یتیموں کے حوالے سے دینی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یہاں یتیموں کے مال کی حفاظت کے بارے میں وصیت فرمائی گئی ہے کہ ''یتیم کے مال کے قریب مت پھٹکو' مگر بہترین طریقے سے (اس کے مال کی حفاظت کرو) یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔'' ظاہر ہے یتیم بچہ یا بچی اس قابل تو نہیں ہوتے کہ اپنے والد کے چھوڑے ہوئے مال یا جائیداد کی حفاظت کر سکیں۔ اگر آخرت کی جوابدہی کا خوف نہ ہوگا تو ہر کوئی میلی آنکھ سے دیکھے گا۔ ہمارے معاشرے میں جائیداد کے لیے بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے، ماں باپ کو قتل کیا جارہا ہے۔ یتیم بے چارے تو پھر کمزور ہیں۔ زیر مطالعہ آیت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے وصیت ہے کہ اگر یتیم تمہاری سرپرستی میں آگیا یا کسی یتیم بچے یا بچی کا مال تمہاری حفاظت میں آگیا تو اس کی امانت کے طور پر حفاظت کرنی ہے جب تک کہ یتیم اپنی جوانی کو نہ پہنچ جائے اور مال کی حفاظت کرنے کے قابل نہ ہو جائے۔ بطور خاص وصیت کی جارہی ہے کہ حفاظت بھی کیسے کرنی ہے:

﴿اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ ''مگر بہترین طریقے سے (اس کے مال کی حفاظت کرو)۔''

دیگر مقامات پر ہدایت ہے کہ اگر ایک بندہ غنی ہے اور کسی یتیم کا مال اس کی حفاظت میں ہے تو کوشش کرے کہ یتیم کے مال سے استفادہ ہی نہ کرے لیکن اگر کوئی غریب اور ضرورت مند ہے اور یتیم کی کفالت کر رہا ہے تو ظاہر ہے وہ یتیم کی پرورش پر خرچ کرے گا، جو وہ یتیم کے مال سے بھی کرسکتا ہے لیکن اگر اس سے خود کو محفوظ رکھے تو زیادہ بہتر اور زیادہ اجر کا باعث ہے۔ لیکن کسی یتیم کا مال ناحق ہڑپ کر جانا بہت بڑا گناہ ہے۔ سورۃ النساء میں یتیم کا مال ہڑپ کرنے پر سخت وعید آئی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰﴾ (آیت: 10) ''بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ہڑپ کرتے ہیں ناحق' وہ تو اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عذاب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ علماء نے لکھا ہے کہ یتیم کے مال کی حفاظت اُس وقت تک کرنی ہے جب تک وہ بالغ ہونے کے ساتھ ساتھ سمجھ بوجھ کا حامل بھی نہ ہو جائے تا کہ اپنے مال کی حفاظت کر سکے۔ ظلم چاہے کسی یتیم بچے یا بچی کے ساتھ ہو، کسی بیوہ کے ساتھ ہو، کسی کمزور کے ساتھ ہو، کسی کم علم بندے کی لاعلمی کا فائدہ اٹھا کر اس پر ظلم کیا گیا ہو یا پوری قوم کو لوٹنے کا جرم ہو، کبھی معاف نہیں ہوسکتا اور روز قیامت اس کا حساب دینا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

دوسری ہدایت: ناپ تول میں عدل

فرمایا:

﴿وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ﴾ ''اور پورا کرو ناپ اور تول کو عدل کے ساتھ۔ ہم نہیں ذمہ دار ٹھہرائیں گے کسی بھی جان کو مگر اس کی وسعت کے مطابق۔''

ناپ تول میں عدل کرنا ہمارے دین کی بنیادی تعلیم ہے۔ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی قوموں کو اس کی تعلیم دی۔ قرآن حکیم میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا ذکر آتا ہے۔ وہ شرک میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ ناپ تول میں کمی کرنے کے گناہ میں بھی مبتلا تھی۔ اللہ کے پیغمبروں کی وصیت بھی نہیں مانی اور بالآخر اللہ کے عذاب کا شکار ہو کر تباہ ہوئی۔ ناپ تول میں کمی کے گناہ کے مرتکب ہونے والوں کے لیے قرآن میں بڑی سخت وعید آئی ہے: ''ہلاکت ہے کمی کرنے والوں کے لیے۔ وہ لوگ کہ جب دوسروں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب خود انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کمی کر دیتے ہیں۔ کیا ان کو یہ گمان نہیں کہ وہ دوبارہ اٹھائے جانے والے ہیں۔ ایک بڑے دن کے لیے۔ جس دن کہ لوگ کھڑے ہوں گے تمام جہانوں کے رب کے سامنے۔'' (المطففین)

آج ہمارے معاشرے میں بھی یہ برائی عام ہے۔ آج کل تو بڑے جدید قسم کے آلات آ گئے ہیں۔ سبزی والا بھی تول کر دیتا ہے تو اس کے پاس بھی کچھ گر ہوتے ہیں۔ سپر مارکیٹ میں بڑے آرام سے ہیر پھیر ہو رہا ہے۔ پٹرول پمپس میں جو میٹر لگے ہوئے ہیں ان میں بھی بڑی آسانی سے بے ایمانی ہو رہی ہے۔ گھروں میں بجلی کے میٹر لگے ہوئے ہیں اور کبھی الیکٹریشن خود آ کر کہتا ہے کہ کیا میں اس کو 'سیٹ' کر دوں؟ آفس کا مالک چاہتا ہے کہ ملازم ٹھیک صبح 9 بجے دفتر میں آ کر بیٹھے اور 5 بجے کے بعد تک بھی اگر بیٹھنا پڑے تو بیٹھے مگر کام پورا کر کے دے، مگر جب تنخواہ دینے کی باری آتی ہے تو تاخیر پر تاخیر کرتا ہے۔ ملازم چاہتا ہے کہ میری تنخواہ مہینے کی آخری تاریخ کو مل جائے مگر آفس میں پورا وقت نہیں دیتا۔ یہ بھی ناپ تول میں کمی کے زمرے میں آئے گا۔ دوسرے کی بیٹی گھر میں بہو بن کر آئے تو نوکرانی کی طرح کام کرے لیکن جب اپنی بیٹی دوسرے کے گھر میں جائے تو رانی بن کر رہے۔ حکمران چاہتے ہیں کہ عوام وقت پر پورا پورا ٹیکس ادا کریں لیکن خود حکمران عیاشیوں میں لگے رہیں اور عوام کے مسائل حل نہ کریں۔ یہ سب ناپ تول میں کمی کی مختلف شکلیں ہیں۔

حضرت عمر ؓ نے ایک شخص کو دیکھا جلدی جلدی نماز ادا کر رہا ہے۔ فرمایا: تو تطفیف کر رہا ہے، اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر اللہ کے حق میں ڈنڈی مار رہا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ بدترین چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرتا ہے۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ ﷺ نماز میں چوری کیا ہے؟ فرمایا: نماز کے رکوع و سجود کو ٹھیک طریقے پر اطمینان سے ادا نہ کرنا۔ اسی طرح بندہ اللہ کی نعمتوں سے 24 گھنٹے فائدہ اُٹھاتا ہے لیکن پھر بھی مزید کی خواہش رکھتا ہے لیکن جب اللہ کا حکم ماننے کی بات آئے تو ڈنڈی مارتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے احکامات توڑتا ہے، دین سے سرکشی کرتا ہے۔ ڈاکٹر کے مشورے پر حلال بھی چھوڑ دیتا ہے لیکن اللہ کے حکم پر حرام نہیں چھوڑتا۔ یہ سب ناپ تول میں کمی ہے۔ اسی طرح حقوق و فرائض کو ٹھیک طریقے سے ادا نہ کرنا، بندوں کے درمیان اور قوموں کے درمیان عدل نہ کرنا بھی ناپ تول میں کمی ہے۔ امریکہ نے نائن الیون کا ڈراما رچا کر کروڑوں مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ اسرائیل فلسطینیوں پر مظالم ڈھا رہا ہے مگر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں جب بھی قرارداد آتی ہے تو امریکہ ویٹو کر دیتا ہے۔ کشمیر، افغانستان، بوسنیا، چیچنیا، شام، لبنان میں جس قدر مسلمانوں کا لہو بہہ رہا ہے اس پر کوئی آواز نہ اُٹھانا اقوام کی سطح پر ناپ تول میں کمی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ اس پر ظالم حکمران مسلط کر دیتا ہے۔ آج ہم حکمرانوں کو گالیاں دیتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔

زیر مطالعہ آیت میں بھی فرمایا:

﴿لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ﴾ (الانعام:152) ''ہم نہیں ذمہ دار ٹھہرائیں گے کسی بھی جان کو مگر اس کی وسعت کے مطابق۔''

یہاں نکتہ یہ ہے کہ ناپ تول کی کمی سے ہمیں بچنا ہے، اپنے معاملات کو درست رکھنا ہے، حتی الامکان ظلم، زیادتی، حق تلفی سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی کمی رہ جائے تو اللہ معاف فرمانے والا ہے کیونکہ اللہ بندے کو اتنا ہی ذمہ دار ٹھہراتا ہے جتنی اس میں وسعت ہوتی ہے۔

بعض لوگ آج ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ سود کو ختم کرنا آج ممکن نہیں ہے، معیشت کا بھٹہ بیٹھ جائے گا، سوال یہ ہے کہ سودی نظام کے ہوتے ہوئے کونسی دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں؟ انسان اپنی کمزوری کا اعتراف تو کرے، اللہ سے عمل کی توفیق تو مانگے لیکن ڈنکے کی چوٹ پر اللہ کے احکامات کو چیلنج کرنا، یہ کہنا کہ سود ختم نہیں ہوسکتا، پردے کے احکامات پر عمل نہیں ہوسکتا، مخلوط ماحول کا خاتمہ نہیں ہو سکتا، یہ اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

تیسری ہدایت: عدل کرو

فرمایا:

﴿وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ﴾ (الانعام:152) ''اور جب بھی بات کرو تو عدل (کی بات) کرو خواہ قرابت دار ہی (کا معاملہ) ہو۔''

معاملات میں کہیں گواہی دینا پڑتی ہے، کہیں فیصلہ دینا پڑتا ہے، کہیں کسی معاملے میں مشورہ دینا پڑتا ہے، کبھی تنقید کی ضرورت بھی پیش آ جاتی ہے۔ لہٰذا جب کبھی ایسے مواقع آئیں تو انسان عدل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ یہاں تک کہ اپنا یا اپنے کسی عزیز کا نقصان ہی کیوں نہ ہو رہا ہو۔ سورۃ النساء اور سورۃ المائدہ میں بھی یہ مضمون آیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا: دیکھو کسی کی محبت تمہیں عدل سے نہ روکے اور کسی کی نفرت یا دشمنی تمہیں عدل سے نہ روکے۔ اسی طرح زیر مطالعہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی رشتہ داری، کوئی محبت یا کوئی نفرت اور دشمنی عدل کے معاملے میں آڑے نہ آئے۔ آپ ﷺ کو تو باقاعدہ عدل قائم کرنے کا حکم دیا گیا تھا:

﴿وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ﴾ (الشوریٰ:15) ''اور (آپ کہہ دیجیے کہ) مجھے حکم ہوا کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔''

عدل کا معاملہ انفرادی زندگی میں جتنا مطلوب ہے اتنا ہی اپنے گھر، معاشرے اور ریاست کی سطح پر بھی مطلوب ہے۔ صرف دو بیویوں کے درمیان ہی نہیں بلکہ ایک بیوی ہو تو اس کے ساتھ بھی عدل کرنا ہے، اپنی ذات کے ساتھ بھی عدل کرنا ہے، اپنی اولاد، اپنے ملازمین، عدالت، معاشرت اور ریاست میں بھی عدل ہو۔ اسلام میں عدل پورا ایک پیکج ہے۔ تنظیم اسلامی عدل کے اسلامی تصور کو اجاگر کرنے کے لیے کئی مرتبہ مہمات بھی چلاتی ہے کیونکہ ہمارے معاشرے میں عدل قائم کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ یہاں طبقاتی نظام ہے، ایک طرف

اشرافیہ کی عیاشیاں ہیں اور دوسری طرف بھوک، افلاس اور خودکشیاں ہیں۔ یہاں غریب کے بچوں کو دوائی تک نہیں ملتی جبکہ اشرافیہ کے کتوں اور گھوڑوں کے لیے ایئر ایمبولینسز میسر ہیں۔ غریب پستا رہے، جیلوں میں سڑتا رہے، سڑکوں پر چالان ہوتے رہیں لیکن اشرافیہ کے لیے سزا کا کوئی امکان نہ ہو تو یہ عدل کے خلاف ہے۔ اگر FBR میں کرپشن کی رپورٹ ہے تو ذمہ داران کو سزا ملنی چاہیے۔ سابق ISI چیف کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے، اگر جرم ثابت ہوتا ہے تو ان کو بھی سزا ملنی چاہیے۔ سیاستدانوں پر جرم ثابت ہو تو علی الاعلان سزا ملنی چاہیے، پولیس کے محکمہ میں ظلم کرنے والے افسران ہوں یا کسی بھی ادارے میں ان کو بھی سزا ملنی چاہیے۔ یہ عدل کا تقاضا نہیں ہے کہ بڑے ظلم کریں تو ان کو چھوڑ دو اور چھوٹوں پر الزام لگا کر ان کے بچوں کو گھروں سے اُٹھا لو، غائب کردو، عدالت میں بھی پیش نہ کرو، یہ عدل کے خلاف عمل ہے۔

چوتھی ہدایت: وعدہ پورا کرو

آگے فرمایا:

﴿وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ﴾ (الانعام:152) ''اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔''

ہم نے اس دنیا میں آنے سے پہلے اپنے رب سے ایک عہد کیا تھا جس کی قرآن میں یاددہانی کروائی گئی ہے:

﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ﴾ (الاعراف:172)

''اور یاد کرو جب نکالا آپ کے رب نے تمام بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی نسل کو اور ان کو گواہ بنایا خود ان کے اوپر (اور سوال کیا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم اس پر گواہ ہیں۔ مبادا تم یہ کہو قیامت کے دن کہ ہم تو اس سے غافل تھے۔''

اس عہد کی وجہ سے ہماری فطرت میں ہمارے رب کا تعارف موجود ہے۔ اگر کسی انسان تک پیغمبروں کی دعوت نہ بھی پہنچی ہو تو اس کا ضمیر اس عہد کی گواہی دے رہا ہے۔ لیکن اللہ نے احسان کرتے ہوئے اس عہد کی یاددہانی کے لیے پیغمبر بھیجے، اپنی کتابیں نازل فرمائیں۔ پھر جس شخص نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا اس نے بھی ایک عہد کر لیا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ۔ عبادت اور بندگی صرف اپنے رب کی کرنی ہے۔ پھر ہر نماز کی ہر رکعت میں بھی ہم اس عہد کو دہراتے ہیں:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ ''ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔''

اللہ کو رب ماننا اور اس کی اطاعت اور بندگی کرنا پوری زندگی کا تقاضا ہے۔ یہی تمام انبیاء اور رسل کی مشترکہ تعلیم ہے۔ آگے فرمایا:

﴿ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ (الانعام) ''یہ ہیں (وہ چیزیں) جن کا اللہ تمہیں حکم دے رہا ہے تاکہ تم نصیحت اخذ کرو۔''

اس آیت میں اللہ کی جانب سے وصیت کے طور پر یہ چار ہدایات آئی ہیں۔ اللہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اگلی آیت میں فرمایا:

﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ﴾ (الانعام:153) ''اور یہ کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے پس تم اس کی پیروی کرو۔''

نماز کی ہر رکعت میں ہم اللہ سے یہی دعا کرتے ہیں:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ ''(اے رب ہمارے!) ہمیں ہدایت بخش سیدھی راہ کی۔''

جواب کے طور پر اللہ نے سیدھے راستے کی ہدایت قرآن مجید میں عطا فرما دی ہے۔ احادیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ((وهو الصراط المستقيم)) یہ قرآن کریم ہی سیدھا راستہ ہے۔ تمام رسولوں نے اسی راستے کی طرف بلایا ہے۔ اسی تعلیم کو قرآن کی صورت میں مکمل اور محفوظ کیا گیا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ﴾ (الانعام:153) ''اور (اس صراط مستقیم کو چھوڑ کر) دوسرے راستوں پر نہ پڑ جاؤ کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا کر منتشر کر دیں گے۔''

احادیث مبارکہ میں ذکر ملتا ہے کہ ایک دن اللہ کے نبی ﷺ نے زمین پر ایک سیدھی لکیر کھینچی اور پھر دائیں بائیں ٹیڑھی اور ترچھی لکیریں کھینچیں اور فرمایا: سیدھی لکیر صراط مستقیم ہے اور دائیں بائیں شیطان کے راستے ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ اللہ کی طرف جانے والا راستہ صراط مستقیم ہے اور اس کی ہدایت اللہ نے قرآن وسنت کی صورت میں فرما دی ہے۔ اس راستے پر چلنے والا اللہ تک پہنچ جائے گا جب کہ اس کو چھوڑ کر دوسرے راستوں کا انتخاب کرنے والے گمراہی کی طرف جائیں گے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ آگے فرمایا:

﴿ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ ''یہ ہیں وہ باتیں جن کی اللہ تمہیں وصیت کر رہا ہے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔''

ان آیات میں پہلے لفظ تَعْقِلُوْنَ آیا تاکہ تم سمجھو، پھر لفظ تَذَكَّرُوْنَ آیا تاکہ تم نصیحت پکڑو، آخر میں لفظ تَتَّقُوْنَ آیا تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ اس میں بھی بڑی حکمت کی بات ہے۔ بندے نے علم تو حاصل کر لیا لیکن عمل نہ کیا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آج مسلمانوں کو دین کی تعلیم حاصل ہے لیکن اس کے باوجود بے عملی ہے، حقوق وفرائض کی ادائیگی میں غفلت ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آخرت میں جوابدہی کا خوف نہیں ہے۔ دن میں پانچ مرتبہ پکار لگتی ہے مگر کتنے لوگ لبیک کہتے ہیں۔ نماز میں صراط مستقیم کی ہدایت مانگتے ہیں اور اللہ سے عہد کرتے ہیں مگر باہر نکل کر گمراہی کے راستوں پر ہوتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اگر آخرت کی جوابدہی کا خوف ہو تو ہمارے سارے معاملات ٹھیک ہو جائیں۔ انفرادی زندگی میں، گھر میں، آفس میں، معاشرے میں اور ریاست کی سطح پر عدل وانصاف قائم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعائے مغفرت — انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ اسلام آباد کی مقامی تنظیم غوری ٹاؤن کے ملتزم رفیق محترم خورشید عالم کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0333-5153588

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، ڈیرہ اسماعیل خان کے رفیق محترم احمد شیر عامر کے والد اور بھائی وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0343-6855500

☆ حلقہ کراچی وسطی، قرآن مرکز جوہر کے رفیق محترم زبیر ابراہیم کے والد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0333-2164892

☆ تنظیم اسلامی ملتان شمالی کے بزرگ رفیق محترم راؤ عمر فاروق کی اہلیہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0301-7532109

☆ تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے مبتدی رفیق محترم مرزا وسیم کی بھابھی وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0306-7474600

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

دعوتِ دین اور اس کے لوازمات

سجاد سرور معاون شعبہ تعلیم و تربیت

یہ دنیا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک عظیم شاہکار ہے، اور انسان کو اس میں ایک خاص مقصد کے تحت بھیجا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی یہی فرمایا گیا ہے کہ انسان کی تخلیق بے مقصد نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی معرفت کے لیے ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝۵۶﴾ (الذاریات) ''اور نہیں پیدا کیا میں نے جن و انس کو مگر اپنی عبادت کے لیے۔''

یعنی انسان کی زندگی ایک امتحان اور مقصدیت پر مبنی ہے، جہاں اسے اپنی قابلیت کے مطابق اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو صحیح راستے پر استعمال کرتے ہوئے اپنی آخرت کے لیے تیاری کرنی ہے۔

جس طرح خود اللہ تعالیٰ کی عبادت فرض ہے اسی طرح دعوت دین اسلام کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے جو ہر مسلمان پر اس کی استطاعت کے مطابق فرض ہے۔ اس کا مقصد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور اسلام کی حقانیت کی طرف بلانا ہے تاکہ اُخروی نجات حاصل ہو سکے۔

دعوت دین ایک عظیم فریضہ ہے، جسے خود نبی کریم ﷺ نے انتہائی حکمت، محنت، محبت اور صبر کے ساتھ انجام دیا۔

دعوتِ دین دراصل دعوت حق ہے یہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کی دعوت ہے۔ دعوتِ دین ایک سعادتِ ابدی ہے۔ فوز و فلاح دائمی ہے اور دین و دنیا کی مکمل کامیابی ہے۔ اسلام نے تمام اُمتِ مسلمہ کو داعیِ حق بنا کر اُٹھایا ہے اور ارشاد فرمایا:

''تم وہ بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے) تم حکم کرتے ہو نیکی کا اور تم روکتے ہو بدی سے اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو یہ ان کے حق میں بہتر تھا۔ ان میں سے کچھ تو ایمان والے ہیں لیکن ان کی اکثریت نافرمانوں پر مشتمل ہے۔'' (آل عمران: 110)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفتی شفیعؒ اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں۔

اس آیت میں اُمتِ محمدیہ کے خیر الامم ہونے کی وجہ بیان فرمائی ہے، کہ یہ خلق اللہ کو نفع پہنچانے ہی کے لیے وجود میں آئی ہے، اور اس کا سب سے بڑا نفع یہ ہے کہ خلق اللہ کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کی فکر اس کا منصبی فریضہ ہے۔

وہ ادائے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

بانیٔ تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ بیان القرآن میں اس آیت کی تشریح میں بیان فرماتے ہیں۔

یہاں اُمت مسلمہ کی غرضِ تاسیس بیان کی جا رہی ہے۔ یعنی یہ پوری اُمت مسلمہ اس مقصد کے لیے بنائی گئی تھی۔ لیکن بدقسمتی سے آج اُمت مسلمہ اپنا مقصدِ حیات بھول چکی ہے۔ اس صورت حال میں ضروری ہے کہ امت میں سے جو لوگ جاگ جائیں وہ دوسروں کو جگا کر ''اُمت کے اندر ایک اُمت'' (Ummah within Ummah) بنانے اور مذکورہ بالا تین کام سرانجام دینے کی کوشش کریں۔ فرمایا: ''تم بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے''۔ دنیا کی دیگر قومیں اپنے لیے زندہ رہتی ہیں۔ ان کے پیشِ نظر اپنی ترقی، اپنی بہتری، اپنی بہبود اور دنیا میں اپنی عزت وعظمت ہوتی ہے، لیکن تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کی راہنمائی کے لیے مبعوث کیا گیا ہے:

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے
کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے!

گویا ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلانے اور جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کرنا ہے۔ غرض دعوتِ دین اس اُمت کا ایک فرضِ منصبی ہے جس کی تکمیل کے لیے ایسے افرادِ کار کی تیاری ضروری ہے جو علم کے حامل، عمل میں پختہ اور سیرت و کردار میں قابلِ تقلید نمونہ ہوں۔

دعوتِ دین کے لوازمات

دعوتِ دین کی کامیابی کے لیے چند اہم لوازمات درج ذیل ہیں:

1۔ اخلاصِ نیت

دعوت دینے والے کی نیت اللہ کی رضا اور دین کی اشاعت ہونی چاہیے، نہ کہ ذاتی مفادات یا شہرت۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: ﴿وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝۶۷﴾ (الحج) ''اور آپ ﷺ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیے۔ یقیناً آپ ﷺ ہدایت کے سیدھے راستے پر ہیں۔'' یعنی دعوت کا مقصد ہدایت کی طرف بلانا اور خیر پھیلانا ہو۔

2۔ علمِ دین

دعوت دینے والے کو دین کے بنیادی احکامات اور اسلامی تعلیمات کا صحیح علم ہونا ضروری ہے۔ بغیر علم کے دعوت دینا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری طرف سے لوگوں کو پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی ہو۔'' (بخاری)

3۔ حکمت اور بصیرت

دعوت کے دوران حکمت اور بصیرت کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ ہر فرد کو موقع کی مناسبت سے اور معاشرتی حالات کے مطابق بات کرنی چاہیے۔ سختی یا نرمی کا انتخاب حالات کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۛ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ﴾ (یوسف: 108) ''(اے نبی!) آپ کہہ دیجیے کہ یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں پوری بصیرت کے ساتھ میں بھی اور وہ لوگ بھی جنہوں نے میری پیروی کی ہے۔''

4۔ صبر اور استقامت

دعوتِ دین کا راستہ مشکلات سے بھرا ہو سکتا ہے، جیسا کہ انبیاء کرام ؑ نے بھی صبر کے ساتھ مصائب اور تکالیف کو برداشت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا:

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ (الاحقاف: 35) ''تو (اے محمد ﷺ!) آپ بھی صبر کیجیے جیسے اولوالعزم رسول صبر کرتے رہے ہیں۔''

دعوت دینے والے کو نا امید نہیں ہونا چاہیے۔

5۔ محبت اور اخلاق

دعوت کا سب سے مؤثر ذریعہ محبت اور حسن اخلاق ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اخلاق سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کیا۔ قرآن میں فرمایا گیا: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ﴾ (آل عمران: 159) ''(اے نبی ﷺ) یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے حق میں بہت نرم ہیں۔''

6۔ عملی نمونہ

دعوت دینے والے کو خود اپنے عمل سے اسلام کی تعلیمات کا نمونہ پیش کرنا چاہیے۔ قول اور فعل میں تضاد دعوت کو بے اثر کر دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی دعوت کا بہترین عملی نمونہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ (حٰمٓ السجدۃ)

’’اور اس شخص سے بہتر بات اور کس کی ہوگی جو بلائے اللہ کی طرف اور وہ نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔‘‘

7۔ مخاطبین کی حالت اور ضروریات کا ادراک

دعوت دیتے وقت مخاطب کے مزاج، علم اور حالت کو سمجھنا ضروری ہے۔ سب کے لیے ایک ہی انداز مناسب نہیں ہوتا۔

8۔ دعا اور توکل

دعوت دینے کے بعد اس کے اثرات اللہ کے حوالے کر دینا اور دعا کے ذریعے ہدایت کی طلب کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ﴾ (القصص: 56) ’’(اے نبی ﷺ!) آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ چاہیں بلکہ اللہ ہدایت دیتا ہے۔‘‘

دعوتِ دین کی عدم تاثیر کے اسباب

دعوتِ دین کا نتیجہ نہ نکلنے کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں مولانا ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی صاحب ان اسباب کے سلسلے میں اپنی کتاب ’’دعوتِ دین کے قرآنی اصول‘‘ میں رقم طراز ہیں:

’’اس دور میں دعوت و اصلاح کا کام پوری طرح مؤثر نہ ہونے کے دو اسباب ہیں ایک تو یہ کہ فسادِ زمانہ اور حرام چیزوں کی کثرت کے سبب عام طور پر لوگوں کے قلوب سخت اور آخرت سے غافل ہو گئے ہیں۔ قبولِ حق کی توفیق کم ہو گئی ہے اور بعض تو اس قہر میں مبتلا ہیں جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی کہ آخر زمانے میں بہت سے لوگوں کے قلوب اندھے ہو جائیں گے اور بھلے برے کی پہچان اور جائز و ناجائز کا امتیاز ان کے دل سے اُٹھ جائے گا۔

اور دوسرا سبب یہی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دعوتِ حق کے فرائض سے غفلت عام ہو گئی ہے۔ عوام کا تو کیا ذکر، خواص علماء و صلحاء میں بھی اس ضرورت کا احساس بہت کم ہو گیا ہے۔ یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اپنے اعمال درست کر لیے جائیں تو یہ کافی ہے، خواہ اُن کی اولاد، بیوی، بھائی، دوست، احباب کیسے ہی گناہوں میں مبتلا رہیں۔ ان کی اصلاح کی فکر گویا ان کے ذمے ہی نہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث کی نصوصِ صریحہ ہر شخص کے ذمہ اپنے اہل و عیال اور متعلقین کی اصلاح کو فرض قرار دے رہی ہیں۔

’’اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر سختی کرنے والے، طاقتور فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔‘‘ (التحریم: 6)

اور پھر اگر کچھ لوگ دعوت و اصلاح کے فریضے کی طرف توجہ بھی دیتے ہیں تو وہ قرآنی تعلیمات اور دعوتِ پیغمبرانہ کے اُصول و آداب سے ناآشنا ہیں، بے سوچے سمجھے جس کو جس وقت، جو چاہا کہہ ڈالا اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے حالانکہ یہ طرزِ عمل سنتِ انبیاء کے خلاف ہونے کی وجہ سے لوگوں کو دین اور احکامِ دین پر عمل کرنے سے زیادہ دور پھینک دیتا ہے۔

خصوصاً جہاں کسی دوسرے پر تنقید کی نوبت آئے تو تنقید کا نام لے کر تنقیص اور استہزاء و تمسخر تک پہنچ جاتے ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا:

’’جس شخص کو کسی غلطی پر متنبہ کرنا ہے، اگر تم نے اس کو تنہائی میں نرمی کے ساتھ سمجھایا تو یہ نصیحت ہے اور اگر اعلانیہ لوگوں کے سامنے اُس کو رسوا کیا تو یہ فضیحت ہے۔‘‘

خلاصہ

دعوتِ دین ایک عبادت ہے جو اخلاص، علم، حکمت، اور صبر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ یہ کام صرف زبان تک محدود نہیں بلکہ عمل اور اخلاق کے ذریعے بھی ہوتا ہے۔ دعوتِ دین کو مؤثر بنانے کے لیے انسان کو اپنی ذات کو بھی بہتر بنانا ہوگا تا کہ اس کا پیغام لوگوں کے دلوں پر اثر کرے۔

۞۞۞

پریس ریلیز 20 دسمبر 2024ء

پاکستان کے چار دفاعی اداروں پر امریکی پابندیوں سے ایک مرتبہ پھر امریکہ کی پاکستان دشمنی کھل کر سامنے آ گئی ہے

شجاع الدین شیخ

پاکستان کے چار دفاعی اداروں پر امریکی پابندیوں سے ایک مرتبہ پھر امریکہ کی پاکستان دشمنی کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان کے بیلسٹک میزائل پروگرام پر پھیلاؤ کا نام نہاد الزام لگا کر امریکہ کا پاکستان کی چار کمپنیوں پر پابندیاں عائد کرنا نہ صرف امریکہ کے دہرے معیار اور متعصبانہ رویے کا عکاس ہے بلکہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں ایک مرتبہ پھر مداخلت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے ہمسایہ اور ازلی دشمن بھارت کے ساتھ تو امریکہ کے متعدد عسکری اور دفاعی معاہدے موجود ہیں اور گزشتہ چند سالوں کے دوران بھارتی یورینیم کی نیپال اور دیگر جنوبی ایشیائی ممالک میں کھلے عام فروخت پر نہ تو امریکہ نے کسی قسم کی مذمت کی اور نہ ہی بھارت کے خلاف جوہری ہتھیاروں کے اس واضح پھیلاؤ پر امریکہ یا کسی دوسرے مغربی ملک نے تادیبی کارروائی کی۔ پھر یہ کہ گزشتہ ایک برس سے زائد عرصہ کے دوران غزہ اور لبنان پر بمباری کے لیے امریکہ نے اسرائیل کو مسلسل بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار فراہم کر کے ثابت کر دیا ہے کہ مغرب خصوصاً امریکہ اور اسرائیل کے نزدیک مسلمانوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کی قطعاً کوئی اہمیت نہیں اور ان ممالک کے انسانی حقوق اور عوام کے جان و مال کے تحفظ کے نعرے اور دعوے بالکل کھوکھلے ہیں۔ امیر تنظیم نے کہا کہ شام کی حالیہ صورتِ حال کی آڑ میں اسرائیل اہم شامی علاقوں پر قبضہ کر کے گریٹر اسرائیل کے منصوبے کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ پھر یہ کہ ہمارے ازلی دشمن بھارت کے پاکستان کے خلاف جنگی عزائم روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ ان واقعات کے تناظر میں پاکستان کے لیے اپنی دفاعی و عسکری صلاحیت کو ممکنہ حد تک بڑھانا ناگزیر ہو چکا ہے۔ انھوں نے کہا کہ حکمران اور مقتدر حلقوں کو اس بات کا اچھی طرح ادراک ہونا چاہیے کہ امریکہ اپنے فطری اتحادیوں اسرائیل اور بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع نہ گنوائے گا۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے دشمنوں کے دوستوں کے خلاف ڈٹ کر کھڑا ہوا جائے۔ مملکتِ خداداد پاکستان کی نظریاتی اساس اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لیے نہ صرف چوکنا رہا جائے بلکہ اس ابلیسی اتحادِ ثلاثہ کے تمام مذموم مقاصد کو خاک میں ملانے کے لیے اپنی تیاری کو مکمل رکھا جائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

”اسلام“ ہی نظریۂ پاکستان تھا، اس حقیقت کو تسلیم نہ کرنا اور اس کی مخالفت کرنا محض ڈھٹائی ہے: ایوب بیگ مرزا

قراردادِ مقاصد پاس ہو گئی تو اس کے بعد اس بحث کا جواز ہی پیدا نہیں ہوتا کہ پاکستان کس لیے بنا تھا: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

پالیسی سازوں اور قانون سازوں کو چاہیے کہ وہ اسلام اور قائداعظم کے ویژن کو مدنظر رکھتے ہوئے قانون اور پالیسی بنائیں: پروفیسر خرم عزیز ڈھلوں

”قائداعظم کا پاکستان“

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: ہمارے ہاں سیکولر اور لبرل طبقہ قائداعظم، علامہ اقبال اور نظریۂ پاکستان کے حوالے سے وقتاً فوقتاً ابہام پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔آپ کے خیال میں بانیان پاکستان کا نظریۂ پاکستان کیا تھا؟

ایوب بیگ مرزا: نظریۂ پاکستان اسلام تھا۔اس بارے میں کوئی دو رائے نہیں ہو سکتیں۔ اسے تسلیم نہ کرنا اور اس کی مخالفت کرنا محض ڈھٹائی ہے۔ہمارے ایک بزرگ، جو سیکولر ذہن رکھتے تھے، کہا کرتے تھے کہ جب پاکستان کی تحریک اُٹھی تو شروع میں ہم نے توجہ نہیں دی اور اپنے کاروبار میں لگے رہے، جب 1947ء آ گیا اور پاکستان کا بننا یقینی نظر آنے لگا تو ایک دن میں اپنے بزنس آفس سے نکل کر گھر کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ایک شخص نماز کی کتاب فروخت کرتا ہوا ملا۔ میرے ذہن میں آیا کہ اب پاکستان تو بنا ہی چاہتا ہے، پاکستان کے بننے کو روکا نہیں جا سکتا، جب پاکستان بنے گا تو اس میں نماز پڑھنا قانوناً فرض ہوگا، نماز لازماً پڑھنی پڑے گی لہٰذا نماز کی کتاب لے ہی لوں۔ ذرا سوچیے! ایک سیکولر شخص اُس وقت یہ سوچ رہا تھا تو عام دینی مزاج رکھنے والے مسلمانوں کے ذہن میں کیا تصور ہوگا؟ وہ یہی تصور تھا کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست بنے گا۔ ہندوستان سے الگ ہونے کا مقصد ہی یہی تھا۔ مسئلہ یہ ہے کہ قائداعظم کے بعض ارشادات ایسے ہیں جن کو سیکولر طبقہ دروغ گوئی سے کام لے کر اپنی مرضی کے معنی پہناتا ہے جبکہ کچھ ارشادات ایسے ہیں جن کو جامد دینی طبقہ اپنی مرضی کے معنی پہناتا ہے اور جمہوریت کی نفی کرتا ہے۔ حالانکہ قائداعظم علامہ اقبال کے ویژن سے متاثر تھے اور یہی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی بھی رائے تھی کہ قائداعظم ایک ایسی اسلامی ریاست چاہتے تھے جس کا آئین بنیادی اسلامی اصولوں کے مطابق ہو لیکن اس کا نظام جمہوری ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کی بنیاد تو اسلام ہے مگر

مرتب: محمد رفیق چودھری

پاکستان کے قیام کا ذریعہ جمہوریت ہے۔ 1937ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو بُری طرح شکست ہوئی تھی اور کانگریس کی حکومت بنتے ہی ہندوؤں کی مسلم دشمنی کھل کر سامنے آ گئی تھی اور وہ مسلمانوں کو کوئی حقوق دینے کو تیار نہ تھی۔ مسلمانوں پر کاروبار، روزگار، ملازمت، سیاست کے دروازے بند ہو گئے۔ لہٰذا مسلمانوں کو شدت سے اس بات کا احساس ہوا کہ اگر ہم ہندوؤں کے ساتھ رہیں گے تو ہمارا جینا مشکل ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ صرف نو سال بعد جب 1946ء میں الیکشن ہوئے تو مسلم لیگ بھاری اکثریت کے ساتھ جیت گئی اور اس کے نتیجے میں پاکستان کا قیام ممکن ہو گیا۔ یہاں پھر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں نے مسلم ہونے کی بنیاد پر علیحدہ وطن کے حصول کو ضروری سمجھا اور اسی لیے مسلم لیگ کو ووٹ دیئے۔ لہٰذا تحریک پاکستان کی بنیاد مذہب پر تھی اور قیام پاکستان کا ذریعہ جمہوریت تھی اور پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لیے بھی اسلام اور جمہوریت ضروری ہیں۔

سوال: قیامِ پاکستان کے وقت بعض دینی جماعتوں اور شخصیات نے قیامِ پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ حالانکہ حقائق یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام ہی نظریۂ پاکستان تھا۔کیا آپ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ واقعی اسلام ہی نظریۂ پاکستان تھا اور اسی نظریہ کے نفاذ میں ہماری فلاح ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: قائداعظم کی کم و بیش 102 تقاریر ایسی ہیں جن سے ان کا ویژن بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ 8مارچ 1944ء کو انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلم قومیت کی بنیاد نہ وطن ہے، نہ زبان ہے، بلکہ اس کی بنیاد کلمہ توحید ہے۔ جب ہندوستان کے پہلے فرد نے کلمہ توحید پڑھا تھا تو مسلم قومیت کی بنیاد بن گئی تھی اور اس کے بعد وہ الگ قوم کا فرد بن گیا تھا۔ 11 اکتوبر 1947ء کی تقریر میں انہوں نے فرمایا کہ ہمارا مطالبہ الگ قومیت کی بنیاد پر ہے۔ اسی طرح 31 اکتوبر 1947ء کو پشاور میں آپ نے فرمایا کہ ہم پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح علامہ اقبال کا تو سارا کلام ہی نظریۂ پاکستان اور اسلامی نظام پر مبنی ہے۔

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہیں چنگیزی
صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے، پا بہ گِل بھی ہے
انہی پابندیوں میں حاصل آزادی کو تو کر لے

میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو
شرر فشاں ہوگی آہ میری، نفس مرا شعلہ بار ہوگا

آبِ روانِ کبیر! تیرے کنارے کوئی
دیکھ رہا ہے کسی اور زمانے کا خواب

قائداعظم اور علامہ اقبال کے ویژن سے تو واضح ہے کہ اسلام ہی نظریۂ پاکستان تھا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب علیحدہ نہ ہوتے۔ اسی طرح مشرقی بنگال اور مغربی بنگال الگ نہ ہوتے۔" پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ" کے نعرے نہ لگتے۔ اسی طرح یو پی اور سی پی کے لوگ کبھی پاکستان کے حق میں ووٹ نہ دیتے۔ حالانکہ وہ کبھی پاکستان کا حصہ نہیں بن سکے۔ جہاں تک علماء کا تعلق ہے تو یو پی کے علماء نے اسلامی دستور بنانے کے لیے باقاعدہ ایک کمیٹی بنائی تھی جس میں عبدالماجد دریا بادیؒ، سید سلیمان ندویؒ اور مولانا مودودیؒ جیسے عظیم لوگ شامل تھے۔ قائداعظم نے پاکستان بننے کے بعد دو کام کیے۔ ایک یہ کہ انہوں نے مولانا مودودی صاحبؒ کو ریڈیو پاکستان کی نشریات میں اسلام کے نظام حیات کو واضح کرنے کی ذمہ داری دی۔ دوسرا علامہ محمد اسد کو اسلامائزیشن کا ڈیپارٹمنٹ قائم کرکے دیا۔ پھر جب قرارداد مقاصد پاس ہوگئی تو اس کے بعد تو اس بحث کا کوئی جواز ہی باقی نہیں رہتا کہ پاکستان کس لیے بنا تھا کیونکہ یہ قرارداد پاکستان بنانے والوں کی اسمبلی نے ہی پاس کی تھی۔

سوال: تحریک پاکستان جب زوروں پر تھی تو قائداعظم کی صحت کے مسائل بھی تھے لیکن انہوں نے اس بات کو خفیہ رکھا تاکہ مخالفین قیام پاکستان میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔ پھر بالکل آخری دنوں میں جب ان کو زیارت سے کراچی شفٹ کیا جارہا تھا تو ایمبولینس خراب ہوگئی، یہ بدانتظامی کا مظاہرہ کیوں کیا گیا؟ کیا بعض لوگ قائداعظم کو راستے سے ہٹانا چاہتے تھے، آپ کی رائے کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس معاملے میں پورے یقین سے کوئی حتمی بات کہنا بہت مشکل ہے لیکن یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے کہ بعض چیزیں پُراسرار طور پر ہوئیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ انہیں زیارت کیوں لے جایا گیا حالانکہ وہ پسماندہ علاقہ تھا جہاں میڈیکل کی سہولیات نہیں تھیں۔ بجائے اس کے ان کو کسی بڑے شہر میں کیوں نہیں رکھا گیا جہاں میڈیکل کی جدید سہولیات میسر ہوتیں؟ پھر جب قائداعظم کو زیارت سے کراچی لایا جارہا تھا تو وزیراعظم کا اپنی کابینہ سمیت ایئرپورٹ پر موجود ہونا ضروری تھا۔ لیکن وہ ایمبولینس بھیج دی گئی جو خراب تھی۔ کراچی کی سڑکوں پر ستمبر کی گرمی میں ڈیڑھ گھنٹہ تک بیمار قائد کو تکلیف دی گئی۔ حالانکہ وہاں سے گورنر ہاؤس تک صرف پندرہ منٹ کا راستہ تھا۔ کوئی دوسری گاڑی بھیجی جاسکتی تھی۔ کہا جاتا ہے وزیراعظم اس وقت سرکاری فنکشن اٹینڈ کررہے تھے۔ کیا وہ فنکشن سے نکل کر بانی پاکستان کو دیکھنے نہیں جاسکتے تھے؟ یہ سب چیزیں سوالات پیدا کرتی ہیں۔

پاکستان بننے کے بعد انگریز کے گھوڑے پالنے اور کتے نہلانے والا سارا وطن فروش طبقہ سیاست میں آگیا اور آج اُن کی تیسری نسل اسمبلیوں میں بیٹھی ہوئی ہیں۔

سوال: مرحوم ڈاکٹر صفدر محمود صاحب جو نظریۂ پاکستان کے بڑے حامی تھے، انہوں نے کہا تھا کہ قائداعظم نے یہ بات کبھی نہیں کہی کہ میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں۔ آپ کی رائے میں کیا واقعی کوئی ایسے کھوٹے سکے تھے جنہوں نے تعمیرِ پاکستان یا قیام پاکستان میں روڑے اٹکانے کی کوشش کی؟

فرید احمد پراچہ: اگر قائداعظم نے نہیں بھی کہا تو عملاً تو یہی ہوا۔ منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے۔ آپ یوں سمجھ لیں کہ پاکستان بننے کے بعد ڈرائیونگ سیٹ پر وہ لوگ آگئے کہ جن کا پاکستان بنانے میں کوئی حصہ نہیں تھا۔ سارا جاگیردار طبقہ جو پہلے یونینسٹ پارٹی میں تھا، جو انگریزوں کے گھوڑے پال رہے تھے، ان کے کتے نہلا رہے تھے اور انگریزوں کی فوج میں شامل ہوکر جنہوں نے خانہ کعبہ پر گولیاں چلائیں۔ 1857ء کی جنگ آزادی میں جنہوں نے آزادی کے متوالوں پر گولیاں چلائیں، پاکستان بننے کے بعد انگریز کا سارا وفادار طبقہ سیاست میں آگیا اور آج ان کی تیسری نسل اسمبلیوں میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اس پر کئی کتب لکھی جاچکی ہیں۔ پھر بیوروکریسی بھی وہی تھی جو انگریز کے دور میں تھی، یہ سب لوگ انگریز کے لیے جاسوسیاں کرتے تھے۔ ملک غلام محمد اور سکندر مرزا جیسے لوگ پاکستان کے حکمران بن گئے جو نسل در نسل انگریزوں کے وفادار تھے۔ کچھ ایسا ہی معاملہ عسکری سطح پر بھی ہوا۔ یہ سارے کھوٹے سکے ہی تھے۔

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ قائداعظم کی ٹیم میں بڑے اچھے لوگ بھی تھے۔ جیسا کہ لیاقت علی خان میں بہت اچھی صفات بھی تھیں۔ اسی طرح سردار عبدالرب نشتر تھے، چودھری محمد علی تھے جنہوں نے پاکستان کا پہلا آئین دیا۔ پھر یہ کہ چودھری محمد علی نے 1946ء میں اکیلے تمام ہندوؤں کو شکست دے دی تھی۔ 1946ء کے الیکشن کے بعد کانگریس کا مطالبہ تھا کہ مشترکہ حکومت بنائی جائے لیکن قائداعظم یہ بات نہیں مان رہے تھے۔ چودھری محمد علی نے قائد کو مشورہ دیا کہ آپ مان جائیں لیکن شرط یہ رکھیں کہ ہم نے وزارتیں نہیں لینی سوائے ایک وزارت خزانہ کے۔ چنانچہ متحدہ حکومت بن گئی اور چودھری محمد علی وزیر خزانہ بن گئے۔ انہوں نے کانگریسی وزارتوں کے فنڈز روک کر کانگریسی حکومت کو گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور کر دیا۔ اس طرح آخر مجبور ہوکر کانگریس کو خود حکومت توڑنا پڑی۔

سوال: قائداعظم نے 11 اگست کی تقریر میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ جس حسنِ سلوک کی بات کی، وہ اسلامی احکامات کے عین مطابق تھی۔ ہمارے ملک کا سیکولر طبقہ قائداعظم کے ان خیالات کو سیکولرازم کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کیوں کرتا ہے؟

پروفیسر خرم عزیز ڈھلوں: دراصل 11 اگست کی تقریر میں قائداعظم نے ایک ایسا ویژن دیا تھا کہ پاکستان ایک ماڈرن ڈیموکریٹک سٹیٹ بنے جس کی اساس اسلام کے بنیادی اصولوں پر ہو۔ اسلام کے بنیادی اصولوں میں رواداری ہے، تحمل مزاجی ہے، پھر یہ کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ لیکن ہمارے لبرلز نے قائد کے ویژن کو ہائی جیک کیا اور کہا کہ قائد پاکستان کو سیکولر ریاست بنانا چاہتے تھے کہ جہاں مغربی تہذیب جیسی مادر پدر آزادی ہو۔ حالانکہ قائد کی صرف ایک تقریر کی بنیاد پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہی ان کا ویژن تھا۔ قائداعظم نے دوقومی نظریہ کی بنیاد پر پاکستان کی تحریک چلائی کیونکہ ان کے نزدیک ہندو راج میں مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ ممکن نہ تھا۔ لہٰذا پاکستان کی بنیاد ہی اسلام پر ہے۔

قائداعظم چاہتے تھے کہ پاکستان کو ایک ایسی اسلامی ریاست بنائیں، جہاں لوگ اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ جب پاکستان بن گیا تو تب قائداعظم چاہتے تھے کہ یہاں اقلیتوں کو بھی وہ تمام حقوق دیئے جائیں جو اسلام ان کو دیتا ہے۔ پھر یہ کہ جمہوریت ایک طرح کا شورائی نظام ہے جہاں مشاورت سے قومی معاملات کا حل نکالا جاتا ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ جب اسلام کی ماڈرنائزیشن کی بات آئے گی تو ہم اسے جائز عصری حقائق کے ساتھ ضم کریں گے اور اس کے لیے ہمیں اجتہاد کا راستہ اپنانا پڑے گا۔ اجتہاد ہی وہ سیڑھی ہے جو مسلمانوں کو بحیثیت اُمت آگے بڑھنے میں مدد دے سکتی ہے اور بحیثیت پاکستانی ہمیں مسلم اُمہ کا رہنما بننے میں مدد دے سکتی ہے۔

سوال: ہمارے ہاں جدید سیکولر و لبرل طبقہ قیام پاکستان کے حوالے سے بانی پاکستان کے ویژن کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ یہ فرمائیے کہ قائداعظم کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کیا تھا؟

پروفیسر خرم عزیز ڈھلوں: تحریک پاکستان کے دوران بھی بہت سے لوگ قائداعظم کے خلاف سازشیں کر رہے تھے اور اس کے بعد پاکستان کو ایک ماڈرن اسلامک سٹیٹ بننے کی راہ میں بھی رکاوٹیں ڈالتے رہے۔ دنیا میں جتنے بھی عظیم لوگ ہوتے ہیں اُن کے ساتھ یہ سب ہوتا ہے۔ قائداعظم کی بیماری جب حد سے بڑھی اور اُنہیں زیارت سے کراچی لایا جا رہا تھا تو انہیں ایسی ایمبولینس دی گئی جو اچھی حالت میں نہیں تھی۔ اسی طرح فاطمہ جناح نے اپنی کتاب مائی برادر میں لکھا ہے کہ قائداعظم نے آخری سال میں فرمایا تھا کہ میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ مفاد پرست سیاستدانوں کو ملتے بھی نہیں تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ہمیں ان سازشوں میں پڑنا ہے یا پھر آگے بڑھنا ہے؟ آگے بڑھنے کے لیے ہمیں اسلام کے بنیادی اور ابدی اصولوں کو جائز جدید جمہوری اصولوں کے ساتھ لے کر چلنا ہے۔ تب ہی ہم دنیا میں آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اسلام اور پاکستان لازم اور ملزوم ہیں۔ پاکستان بنا بھی اسلام کے نام پر تھا اور اسلام کی بنیاد پر ہی چل سکتا ہے۔ لہٰذا پاکستان کے جو پالیسی ساز اور قانون ساز ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ اسلام اور قائداعظم کے ویژن کو مدنظر رکھتے ہوئے قانون اور پالیسی بنائیں۔

سوال: قیام پاکستان کے 24 سال بعد مشرقی پاکستان علیحدہ ہوگیا۔ آپ کے خیال میں سقوط ڈھاکہ کے عوامل کیا تھے اور ہم نے آج تک اس سانحہ سے کوئی سبق کیوں نہیں سیکھا؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان کی بنیاد اسلام اور پاکستان کو حاصل کرنے کا ذریعہ جمہوریت ہے، لیکن پاکستان بننے کے بعد ہم نے دونوں کو تہہ وبالا کر دیا۔ یعنی ہم نے بنیاد کو تسلیم کیا اور نہ ہی ذریعہ کو۔ ہم نے جمہوریت کا شروع سے ہی گلا گھونٹ دیا اور آج تک گھونٹا ہوا ہے۔ اسی طرح اسلام ہی وہ سیمنٹ تھا جس نے مشرقی اور مغربی پاکستان کو جوڑا ہوا تھا، ورنہ نہ ہمارا کلچر ایک تھا، نہ زبان ایک تھی، نہ نسل ایک تھی۔ جب ہم نے اس سیمنٹ کو بیچ میں سے نکال دیا تو پاکستان دو ٹکڑے ہوگیا۔ جہاں تک سبق سیکھنے کا تعلق ہے تو حقیقت یہ ہے کہ آج ہماری دینی جماعتیں بھی انتخابات کے موقع پر اسلام کو بنیاد نہیں بناتیں۔ وہ یہ نہیں کہتیں کہ ہم نے اسلامی نظام قائم کرنا ہے۔ وہ بھی وہی نعرے لگاتی ہیں جو سیکولر سیاسی جماعتیں لگاتی ہیں۔ اس حالت میں آپ بتائیں منطقی طور پر پاکستان کیسے قائم رہے گا؟ عملاً ہم نے آج تک کوئی سبق نہیں سیکھا، آج بھی ہمارے تمام سٹیک ہولڈرز اسی روش پر قائم ہیں۔

> مقتدر قوتوں نے 1971ء کے سانحہ سے کوئی سبق نہیں سیکھا، وہ آج بھی اُسی روش پر قائم ہیں۔ جمہوریت اور اسلام دونوں کا گلا گھونٹا جا رہا ہے۔

سوال: قائداعظم فوجی آمریت اور شخصی آمریت دونوں کے خلاف تھے لیکن عملاً پاکستان میں تقریباً چار دہائیوں تک فوج وطن عزیز کے سیاہ و سفید کی مالک بنی رہی۔ آپ کے خیال میں کیا پاکستان کی تعمیر و ترقی کی راہ میں ایک رکاوٹ یہ عنصر بھی ہے؟

فرید احمد پراچہ: کیا قائداعظم کے پاکستان میں فوجی حکومت کا تصور کہیں فٹ ہوتا ہے؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قائد نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا کہ یہاں فوجی حکومت ہوگی۔ قائداعظم نے تو خود اپنے بارے میں کہا تھا کہ میں کون ہوتا ہوں اصول دینے والا، ہمارا دستور تو 1300 سال پہلے بن گیا تھا۔ پاکستان کے خلاف جتنے بھی کام ہوئے ہیں وہ فوجی دور حکومت میں ہوئے ہیں۔ مثال کے طور مشرقی پاکستان الگ ہوا، پاکستانی دریاؤں کا پانی بیچا گیا، سیاچن پر بھارت کا قبضہ ہوگیا، ہمارے اڈے امریکہ کو دیئے گئے۔ اسی طرح ہماری جتنی معاشی بدحالی ہے، جتنی کرپشن ہے، جتنی سیاسی بدحالی ہے، اس میں 65 فیصد حصہ فوج اور بیوروکریسی کا ہے۔ سول حکومت بھی جب آتی ہے تو اس کا ریموٹ کنٹرول فوج کے پاس ہوتا ہے۔ قائداعظم کی 11 اگست کی تقریر موجود ہے جس میں انہوں نے ہدایت دی تھی کہ اسٹیبلشمنٹ اور بیوروکریسی کا کام ہوگا کہ وہ سول حکومت کی بات مانے، آپ عوام کے خادم ہیں، حکمران نہیں، لیکن جو خادم تھے، وہ حکمران بن گئے۔ ہمارے حکمران بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم قائداعظم اور علامہ اقبال کا پاکستان بنانا چاہتے ہیں لیکن حقیقت میں نہ انہیں قائداعظم کے ویژن کا پتا ہے اور نہ علامہ اقبال کے ویژن کا علم ہے۔ ہم کہتے ہیں اسلامی کا پاکستان بناؤ یا نہ بناؤ، کم از کم علامہ اقبال اور قائداعظم کا پاکستان تو بناؤ۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ ایوب بیگ مرزا: امیر تنظیم کے خصوصی مشیر برائے ملی وقومی امور

2۔ ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: امیر جماعت اسلامی کے مشیر خصوصی برائے سیاسی امور

3۔ پروفیسر خرم عزیز: معروف دانشور اور مصنف

میزبان: وسیم احمد: نائب ناظم شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

......مرے دور کا مسلماں!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

شام میں 54 سال بعد آزادی کا سورج طلوع ہوا۔ دنیا بھر میں بکھرنے پر مجبور ہو جانے والے شامی! رنج وغم، آزمائشوں، در بدریوں، خاندانوں میں بچھڑنے کے ہزاروں، لاکھوں واقعات کی تلخیوں کے باوجود ان میں غیر متوقع خوشی کا عجب عالم ہے۔ گہرے دکھ کے احساس کے ساتھ خوشی منا رہے ہیں۔ یقین نہیں آتا، ایسا ممکن ہو چکا؟ یہ احساسات میرے دل کی گہرائی، میری روح، میری ہر سانس میں ہیں۔ پیرس میں مقیم ایک مہاجر نے کہا! شام کی فتح (8 دسمبر) نہ ہوتی اگر 7 اکتوبر نہ ہوا ہوتا۔ فلسطینیوں کی جاں گسل جدوجہد، سب جانتے بوجھتے اسرائیل کا چھتہ چھیڑ دیا! 75 سالوں کے صبر کا لاوہ جو پھٹا، نتائج وعواقب سے بے نیاز، طوفان الاقصیٰ۔ اس نے پوری دنیا زیر وزبر کر دی۔ صہیونیت، مغرب کا حقیقی کریہہ چہرہ کھل کر سامنے آ گیا۔ اسرائیل کو مسلسل قبرستان آباد کرنے کے لیے اسلحے کی فراہمی ڈھٹائی اور شرمناک اعتماد کے ساتھ امریکہ، یورپ نے کی۔

عورتوں، بچوں کے حقوق کے افغانستان پر راگ الاپنے والوں کی اصلیت غزہ اور اب شام میں دنیا نے دیکھ لی۔ ان کے لیے اب زندہ و بیدار باشعور انسانوں میں خوف اور رعب کی جگہ نفرت و بے زاری نے لے لی ہے۔ ضمیروں کے اس سڑاند بھرے پلندے نے دنیا کو متعفن کر دیا۔ ہولوکاسٹ مذاق بن گیا۔ (Anti-Semitism)، یہود دشمنی لطیفہ ٹھہرا۔ جس موضوع کو چھونا، لب کشائی بھی حرام تھی، (کہ 60 لاکھ یہودی اس قتل عام میں مارے گئے، اس پر سوال مت اٹھاؤ!) 17 یورپی مغربی ممالک میں اس پر قانونی پابندی تھی۔ سزائیں تھیں۔ آج فلسطین میں سر کٹے بچے، جلے اجساد، قیدیوں پر لرزہ خیز مظالم، ہسپتال عملے، مریضوں، بچوں اور عورتوں سمیت بموں، ٹینکوں کی گولہ باری کی زد میں رہے۔ ان اقلیتوں کے حقوق کے پاسداران نے خود عیسائی عبادت گاہوں، مساجد کو تاک کر نشانہ بنایا، بننے دیا! (اب شام میں پھر یہی اقلیتوں والا راگ الاپا جا رہا ہے۔)

اس سب کے باوجود شام میں آزادی کی تحریک، عزیمت، ثبات، بجلی کا کڑکا بن کر اٹھی اور بشار الاسد کی سفاک، درندہ صفت حکومت کو بھسم کر گئی۔ نہ روس مدد کو آیا، نہ لبنان، ایران اور در پردہ خیر خواہانِ غرب و شرق۔ نہ آسمان رویا نہ زمین!

ظلم کو للکارنے والا کون تھا؟ انقلاب کی پہلی چنگاری درعہ میں 13 سالہ حمزہ الخطیب کی صورت پھوٹی (2011ء) اور آج فلسطینی انقلاب کی کوکھ سے شامی انقلاب نے جنم لیا، جس کی پیدائش پر دنیا بھر کے مسلمان شاداں وفرحاں مٹھائیاں کھا، کھلا رہے ہیں! حمزہ نے کچھ نوعمر لڑکوں کے ساتھ مل کر ظالم قصاب اسدی حکومت کے خلاف سکول کی دیوار پر نعرے لکھے اور مظاہرہ کیا۔ پس منظر میں ایسی ہی مبنی بر ظلم واستحصال مشرقِ وسطیٰ والمغرب کی حکومتوں کے خلاف اُٹھنے والی عرب بہار تھی۔ مسلم دنیا کے نوجوانوں کی تحریک، آزادی، جینے کی، اظہار کی، عدل وانصاف کی طلب میں تیونسی ریڑھی بان کی ریڑھی الٹنے سے چلی تھی۔

شامی حمزہ کو گرفتار کیا گیا۔ 13 سالہ شیر زبردست باغی تھا ہر طاغی کا! اُسے کہا گیا کہ وہ بشار الاسد کی تصویر کے آگے سجدہ کرے اور کہے کہ وہ اس کے سوا کسی خدا کو نہیں جانتا۔ عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ اُس نے قہقہہ لگایا اور اُسی لمحے اُس تصویر پر پیشاب کر دیا۔ اس پر نصیری افسران غصے سے پاگل ہو گئے۔ اسے ناقابل بیان طریقوں سے ٹارچر کر کے شہید کر دیا۔ حمزہ شامیوں کا اصل محسن ہے۔ آزادی کا ہیرو! بس پھر کیا تھا۔ فار التنور...! لوگوں کا سونامی پھٹ پھوٹ پڑا۔ مظاہرے، غم وغصے کا بے پناہ طوفان بن کر شہر شہر اُٹھے۔ 5 لاکھ شامی شہید ہوئے۔ ظلم کا ہر حربہ بشمول سنگین جنگی جرائم (کیمیائی ہتھیار) شامی آبادی پر آزمائے گئے۔ بمباریوں نے کھنڈر بنا دیے۔ آبادی پوری دنیا میں بکھر گئی۔ آزادی کے پروانے نہ دبے نہ رکے۔ دو لاکھ شامی جبری لاپتہ ہوئے۔ دمشق کی ہولناک ترین جیل ٹھونس دی گئی۔ ناقابل یقین مظالم کا ریکارڈ توڑ مرکز بنی۔ پہلے بھی باپ حافظ الاسد نے 1982ء میں حماۃ کی مزاحمتی تحریک میں پورے خاندان غائب کر دیے تھے۔ اب وہ قیدی بھی چھوٹے ہیں عبوری حکومت کے جیلیں توڑنے کھولنے پر! قیدی نکل کر پوچھتے ہیں، کیا حافظ الاسد کی حکومت ختم ہو گئی؟ 'چھٹے اسیر تو بدلا ہوا زمانہ تھا'۔ بشار الاسد کے دور کے قیدیوں میں گرفتار ماؤں کے وہ بچے جو جیلوں میں پیدا ہوئے حیران پریشان ہیں باہر نکل کر۔ سورج، درخت، سڑکیں، آبادیاں 7، 8 سال کے بچوں نے بھی پہلی دفعہ دیکھے ہیں۔ پوچھتے ہیں یہ سب کیا ہے؟ دمشق کی صیدنیا جیل، مغرب، امریکہ، فرانس، گلوبل غنڈہ گرد سبھی چودھریوں کے لیے ایک بھاری تازیانہ ہے۔ اس جیل کی ہولناک تفاصیل مسلسل چھپ رہی ہیں۔ مگر امریکہ تو خود ابوغریب، بگرام، گوانتانامو، ڈاکٹر عافیہ کا مجرم ہے۔

فرانس نے الجزائر کی جنگ آزادی کے شیر مجاہدین کے سر کاٹ کر پچھلی صدی سے اپنے سیاحتی مرکز میوزیم میں فخریہ رکھے ہوئے تھے نمائش کے لیے! دوسری طرف اسلام تو جو بدترین دشمن کی لاش کے مثلے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ آدابِ جنگ شریعت نے سکھائے ہیں۔ جہاں میدانِ جنگ میں اُترنے سے پہلے ہر مجاہد فقہ الجہاد، آدابِ جہاد وتہذیب جنگ وجنگی قیدی پڑھتا ہے۔ جس دین کے نبی ﷺ پر قیدیوں کی بندشوں کے سخت ہونے پر ان قیدیوں کی کراہیں دل پر تازیانہ بن کر پڑ رہی تھیں، حکم دیا جاتا ہے کہ بندشیں ڈھیلی کر دو! ہم تو ٹھہرے دہشت گرد۔ اب وہ اسرائیل، جسے (120 ممالک کی رکنیت پر مبنی) عالمی عدالتِ انصاف، غزہ کی قیامتوں اور قتل عام پر جنگی مجرم ٹھہرا چکی، کہاں ہے؟

غزہ اجاڑ کر امنِ عالم کا بے تاج بادشاہ اسرائیل اب شام پر حملہ آور ہے۔ اب تک 800 حملے کر چکا ہے۔ 15 دسمبر کی رپورٹ میں 12 گھنٹوں میں 60 حملے کیے۔ دمشق سے کچھ ہی دور گولہ بارود، اسلحے کے ڈپو اور شامی فضائی دفاعی نظام پر بھاری بمباری ہوئی تاکہ شامی فضاؤں میں اسرائیل بلا روک ٹوک پروازیں کرتا پھرے۔ مگر اسرائیل دہشت گرد نہیں ہے! یہ یاد دلانا یوں ضروری ہے کہ حالات کا جبریہ ہے کہ امریکہ کے لیے یہ حیران کن فتح نہ اُگلے بن پڑتی ہے نہ نگلے۔

شام مسلمانوں اور صہیونیوں کی بیک وقت دکھتی رگ ہے۔ تاریخی اعتبار سے، ماضی، حال، مستقبل کے اعتبار سے۔ ماضی میں یہ رومن ایمپائر تھی، قیصرِ روم والی۔ شام گویا امریکہ تھا۔ نبی ﷺ کی آخری فتح غزوہ تبوک کی تھی۔ آپ ﷺ رومی سرحد تک (رومیوں کی جنگی تیاری کی اطلاعات پر) لشکر لے کر گئے۔ قیصرِ روم 2 لاکھ سے زائد فوج اور مسلح ترین ہونے کے باوجود ڈر کر مقابلے پر نہ آیا۔ مدینہ کی ریاستی سرحدیں یہاں تک آن پہنچیں۔ لشکرِ اسامہؓ کی تیاری آپ ﷺ کے وصال سے عین پہلے نبی ﷺ کروا چکے تھے، جسے سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے

خلافت سنبھالتے ہی روانہ کر دیا رومی سرحد کی طرف۔ وہ بامراد لوٹے اور تکمیل فتح سیدنا عمرؓ کے دور میں ابوعبیدہ بن جراح اور خالد بن ولید رضوان اللہ علیہما کے ہاتھوں ہوئی۔ شام فاروقی خلافت کا نگینہ تھا۔ خلافت عثمانیہ تک بلاد الشام، شام، لبنان، اردن اور فلسطین (غاصب اسرائیل) پر محیط تھا۔ صلیبی جنگوں اور قدس پر قبضے کے لیے یورپی لشکروں کی یلغار کا ہدف۔ بلادِ شام ہی سے معراج عطا ہوئی۔ آخری دور کی جنگیں جن میں سیدنا مہدی، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دجال کا ظہور بھی شامل ہیں سب بلادِ شام میں ہی وقوع پذیر ہوں گے۔ عربی میں ملحمۃ الکبریٰ (بہت بڑی بھاری جنگ) اور انگریزی میں آرمیگڈون (جس کا حوالہ جارج بش 2001ء، 2003ء میں افغانستان، عراق جنگوں میں بکثرت دیتا رہا پادری بن کر!) کا مرکز بھی شام ہے۔ علامات بتاتی ہیں کہ یہ سب تیاریاں اسی رخ پر ہیں۔ نہ صرف جنگی مجرم نیتن یاہو کھلا پھر رہا ہے بلکہ امریکہ کی بھرپور تائید سے شام کی بحری، فضائی، زمینی دفاعی فوجی طاقت مکمل تباہ کرنے میں اسرائیل کو اسلحہ، ڈالر، سیاسی سفارتی مدد سب فراہم کر رہا ہے۔

عرب لیگ کے وزرائے خارجہ کی میٹنگ اور انہی ممالک کے ساتھ فرانس، جرمنی، برطانیہ، امریکہ اور یورپی یونین کے نمائندے بھی دوسرے اجلاس منعقدہ عقبہ (اردن) میں موجود تھے۔ عبوری حکومت قبول کیے بغیر چارہ نہیں۔ اسرائیل کے شامی علاقوں کے غیر قانونی قبضے پر مسلمان اُف نہیں کر سکتا اور مغرب اس کی کارکردگی عین برحق قرار دیتا ہے۔ تاہم بلنکن امریکی وزیر خارجہ، شام یا عبوری حکومت کے لیے ہر تائیدی (ہچکیاں لگے اٹکتے) جملے پر یہ کہنا لازم سمجھتا ہے کہ HTS ہیئۃ تحریر الشام کا سربراہ جولانی دہشت گرد ہے! جولانی کی ادلب تا دمشق کی برق رفتار فتح میں صرف ہزار کے لگ بھگ جانی اتلاف ہوا مگر وہ دہشت گرد ہے۔ اسی لیے ہم یاد دلاتے رہتے ہیں دنیا کو کہ اسرائیل امن کی فاختہ ہے۔ آئندہ جھنڈوں پر فاختہ یا زیتون کی شاخ کی جگہ نیتن یاہو کی تصویر مغربی ممالک لگالیں تاکہ دنیا امن کا معنی لغت میں درست کر سکے۔ (انبیاء کی سرزمین اور قرآن میں انجیر و زیتون کی علامت والا تذکرہ ہے، اس لیے زیتون کی بے حرمتی ہم نہیں کر سکتے!) صورت اگرچہ کرگس (گدھ) کی ہے مگر امریکہ اسرائیل امن کے پیامبر ہیں تو فاختہ ہی سہی! قربِ قیامت کی اور کس کس علامت کے آپ منتظر ہیں؟

کبھی مرے دور کا مسلماں
حقیقت اپنی سمجھ سکے گا؟

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۲) اگر ایک ہی جنس کی مختلف اقسام کا مقدار اُ برابری کی بنیاد پر تبادلہ/ بیع ایک فریق کو فائدہ دے تو یہ سود ہے جس سے بچنے کا طریقہ حضور ﷺ نے یہ بتایا کہ ایک فریق پہلے اپنی چیز بازار میں فروخت کرے اور پھر حاصل کردہ رقم سے مطلوبہ قسم کی خریداری کرے۔

(۳) اس بیع اور تبادلے کی دوسری شرط یہ رکھی گئی ہے کہ یہ بیع/ تبادلہ دست بدست یعنی نقد ہو۔ اگر اس میں ادھار کا عنصر شامل ہو گیا ہو تو یہ ربا ہوگا خواہ ایک فریق کی طرف سے تبادلہ/ بیع میں دی جانے والی شئے کی موخر ادائیگی کی صورت میں مقدار اُ برابری ہی ہو۔ اس کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ اگر ایک فریق آج دوسرے فریق کو دس کلو گندم فروخت کرتا ہے اور اس کے بدلے چھ ماہ بعد دوسرے فریق سے ۱۰ کلو ہی گندم حاصل کرتا ہے تو عین ممکن ہے کہ چھ ماہ قبل گندم کی قیمت ۵ روپے فی کلو ہو اور چھ ماہ بعد اس کی قیمت ۶ روپے کلو ہو جائے اور یوں پہلے فریق کو ۱۰ روپے کا فائدہ حاصل ہو جائے اور یہ بھی ربا الفضل ہونے کی بنا پر قابل اجتناب ہے۔

(جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 972 دن گزر چکے!

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

''دی نیکسس ایجوکیشن سسٹم پریپ سکول اکبر کالونی نزد وکیل والی چکی سیٹلائٹ ٹاؤن، بہاولپور'' میں

04 تا 10 جنوری 2025ء (بروز ہفتہ بعد نماز عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0306-6801857 / 0333-6388277

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-(042)35473375

کائنات کی کہانی: ایک تنظیم، ایک خاندان

رانا عرفان علی

یہ کہانی ہے ایک عظیم تنظیم کی، جس کے اندر بہت سے چھوٹے بڑے خاندان اوران کے نظام نہایت ترتیب اور ہم آہنگی کے ساتھ اپنے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اس تنظیم کا نام ملکی وے کہکشاں (Milky Way Galaxy) ہے، اور اس کے اندر بے شمار خاندان موجود ہیں، جن میں سے ایک ہمارا نظام شمسی (Solar System) بھی ہے۔ آیئے اس خاندان اور تنظیم کے سفر کو ایک منفرد انداز میں سمجھتے ہیں۔

نظام شمسی: ایک چھوٹا لیکن منظم خاندان (اسرہ)

نظام شمسی ایک خاندان (اسرہ) ہے، جس کا سربراہ اور مرکز سورج ہے۔ سورج کو ہم "نقیب" کہیں گے، جو روشنی، توانائی، اور زندگی کا ذریعہ ہے۔ یہ نقیب اپنی جگہ پر جم کر اپنی روشنی سے پورے خاندان کو زندہ رکھتا ہے اور اپنے مدار میں موجود ساتھیوں کی نگرانی بھی کرتا ہے۔ یہ ساتھی "رفقاء" کہلاتے ہیں، جن میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داریوں کو بہترین طریقے سے نبھا رہا ہے۔

نقیب (سورج): روشنی کا مرکز

سورج، اس خاندان کا نقیب، ایک دہکتا ہوا ستارہ ہے جو نہ صرف اپنے رفقاء کو روشنی اور توانائی فراہم کرتا ہے بلکہ پورے خاندان کو اپنی کشش کے ذریعے ایک ساتھ جوڑ کر رکھتا ہے۔ اس کے بغیر یہ نظام ممکن نہیں۔

رفقاء: سورج کے وفادار ساتھی

سورج کے گرد موجود رفقاء نہایت منظم انداز میں اپنی اپنی جگہ پر گردش کرتے ہیں:

1. عطارد (Mercury): سب سے قریبی اور چھوٹا ساتھی، جو نقیب کے بالکل قریب رہتا ہے اور خاندان کے نظام کو چلانے میں اس کا معاون ہے۔

2. زہرہ (Venus): روشن اور خوبصورت ساتھی، جو اپنے مدار میں سورج کی روشنی کو منعکس کرتا ہے۔

3. زمین (Earth): وہ ساتھی جسے زندگی کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ یہ خاندان کا وہ فرد ہے جس پر خالق کائنات کی جانب سے سب سے زیادہ نعمتیں (ذمہ داریاں) عطا کی گئی ہیں۔

4. مریخ (Mars): سرخ رنگ کا دلچسپ ساتھی، جس پر انسان تحقیق کر رہا ہے۔

5. مشتری (Jupiter): خاندان کا سب سے بڑا فرد، جو اپنی طاقت سے چھوٹے سیاروں کی حفاظت کرتا ہے۔

6. زحل (Saturn): خوبصورت حلقوں والا ساتھی، جو خاندان کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے۔

7. یورینس (Uranus): سرد اور نیلا ساتھی، جو منفرد انداز میں گردش کرتا ہے۔

8. نیپچون (Neptune): سب سے دور کا ساتھی، جو خاندان کے کنارے پر اپنی جگہ قائم رکھتا ہے اور بطور پہرے دار سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔

ان رفقاء کے علاوہ، یہ خاندان بہت سے (احباب) چھوٹے سیارچوں، دمدار ستاروں، اور چھوٹے سیارچوں (جیسے پلوٹو) پر بھی مشتمل ہے، جو منظم انداز میں کائنات کے متوازن اور وسیع نظام کو چلانے میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

ملکی وے: خاندانوں کی تنظیم

ہمارا نظام شمسی ملکی وے کہکشاں (Milky Way Galaxy) کا حصہ ہے، جو کہ ایک بہت بڑی تنظیم کی مانند ہے۔ اس تنظیم میں اربوں خاندان (100 ارب سے 400 ارب تک) موجود ہیں، اور ہر خاندان اپنے نقیب (ستارے) اور رفقاء کے ساتھ منظم انداز میں کام کر رہا ہے۔

ملکی وے تنظیم کا ڈھانچہ

نظام شمسی: تنظیم کا ایک سب سے اہم خاندان

کہکشاں کا مرکز: تنظیم کا دل، جہاں ایک بہت بڑا بلیک ہول (Black Hole) موجود ہے، جو پوری تنظیم اور اس میں موجود اربوں ستاروں اور سیاروں کو اپنی کشش کے ذریعے مستحکم اور جوڑ کر رکھتا ہے۔

بازو (Arms): یہ تنظیم کے مختلف حصے ہیں جہاں خاندان اپنی اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ ہمارا نظام شمسی کہکشاں کے اورائن بازو (Orion Arm) میں موجود ہے۔

ملکی وے تنظیم نہ صرف خود بہت خوبصورت ہے بلکہ اپنی وسعت، ترتیب اور ہم آہنگی میں حیران کن ہے۔ یہ تنظیم اللہ تعالیٰ کی عظیم تخلیق اور حکمت کی نشانی ہے۔

کائنات: تنظیموں کا لامحدود ادارہ

ملکی وے کہکشاں اکیلی نہیں ہے؛ یہ کائنات (Universe) نامی ایک عظیم ادارے کا حصہ ہے، جس میں دو کھرب سے زیادہ کہکشائیں (تنظیمیں) موجود ہیں۔ ہر تنظیم کے اندر ایسے ہی خاندان موجود ہیں، جو اپنے نقیب اور رفقاء کے ساتھ اللہ کی تخلیق کے حکم کے تحت کام کر رہے ہیں۔

کائنات کی وسعت

جدید فلکیات کے مطابق، یہ ادارہ مسلسل پھیل رہا ہے، جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا:

﴿وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝﴾ (الذاریات) "ہم نے آسمان کو اپنی قدرت سے بنایا، اور ہم اسے وسعت دے رہے ہیں۔"

یہ کائنات ایک ایسا نظام ہے جس میں ہر کہکشاں، ہر نظام شمسی اور ہر سیارہ اپنے مدار میں اللہ کے حکم کے تحت گردش کر رہا ہے۔

زمین: انسان کا مسکن

اس عظیم تنظیم میں ہمارا سیارہ زمین ایک نہایت اہم مقام رکھتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے اپنا نائب (خلیفہ) بنایا: ﴿اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ﴾ (البقرہ: 30) "میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔"

انسان کو عقل، شعور اور علم دیا گیا تاکہ وہ اس زمین اور کائنات کے نظام کو سمجھے اور اپنی زندگی کو اللہ کی مرضی کے مطابق گزارے۔

انسان کی ذمہ داری: خاندان اور تنظیم سے ہم آہنگی

اس کہانی کے مرکز میں انسان ہے، جو اللہ کی تخلیق کا شاہکار ہے لیکن اس کے ساتھ انسان کی ذمہ داری بھی ہے کہ وہ اس نظام کے ساتھ ہم آہنگ ہو اور اس تنظیم کا حصہ بن کر اللہ کے احکامات کی تعمیل کرے۔

1. اللہ کی عبادت:

انسان کا اولین مقصد اللہ کی عبادت اور اس کی

عظمت کا اعتراف ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾

(الذاریات)''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔''

2. زمین کی حفاظت:

انسان کو چاہیے کہ زمین کو فساد سے محفوظ رکھے اور اسے بہتر بنائے:

﴿وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا﴾

(الاعراف:56)''زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔''

3. علم کا حصول:

انسان کو علم حاصل کر کے کائنات کے رازوں کو سمجھنا چاہیے:

﴿وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ﴾

(آل عمران:191)''اور وہ زمین و آسمان کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں۔''

4. عدل:

انسان کو عدل کا قیام کرنا چاہیے اور اللہ کے نظام کو دنیا میں نافذ کرنا چاہیے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾ (النحل:90)

''بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔''

نتیجہ: کائنات کے نظام میں ہم آہنگی

یہ کائنات ایک عظیم تنظیم ہے، جس میں ہر خاندان اور ہر فرد اللہ کے حکم کے تحت اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اس نظام کا ایک کارآمد حصہ بنے اور اللہ کی مرضی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالے۔

﴿فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (یٰسین)''پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے، اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

یہی انسان کی کامیابی ہے کہ وہ اس تنظیم میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے اللہ کی رضا حاصل کرے اور اپنی تخلیق کے مقصد کو پورا کرے۔ تاکہ اُسے اُخروی نجات حاصل ہو سکے۔

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(12 تا 18 دسمبر 2024ء)

جمعرات 12 دسمبر: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 13 دسمبر: تقریر اور خطبۂ جمعہ قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ شام کو شعبہ نظامت کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

ہفتہ 14 دسمبر: حلقہ کراچی شرقی کے دعوتی دورہ کے دوران صبح چند آئمہ مساجد اور علماء کرام سے گفتگو ہوئی۔ دن میں ڈاؤ میڈیکل یونیورسٹی میں اساتذہ اور طلبہ سے گفتگو کی اور سوال و جواب کا اہتمام ہوا۔ بعد نماز ظہر پروفیسرز، اساتذہ اور اسکول مالکان سے تعلیمی اداروں میں ''فہم قرآن اور کردار سازی'' کے موضوع پر ایک مکالمہ میں شرکت کی۔ بعد نماز مغرب MCC Lawn گلزار ہجری کراچی میں رفقاء تنظیم کے نوجوانوں سے ملاقات اور سوال و جواب کا اہتمام ہوا۔ بعد نماز عشاء ''قرآن کتاب ہدایت و انقلاب'' کے موضوع پر ایک عوامی خطاب کیا۔

اتوار 15 دسمبر: حلقہ کراچی شمالی کے تنظیمی دورہ کے دوران صبح حلقہ کے کل رفقاء اجتماع کی صدارت کی۔ تعارف، سوال و جواب، تذکیر اور نئے رفقاء سے بیت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ بعد ازاں حلقہ کے ذمہ داران کے اجتماع میں تعارف، سوال و جواب اور چند باتوں کی یاد دہانی کا اہتمام ہوا۔ شام کو حلقہ کے دو بزرگ رفقاء سے اُن کے گھروں پر ملاقات کی۔

بدھ 18 دسمبر: رات کو کراچی سے لاہور آمد ہوئی۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور تنظیمی امور انجام دیئے۔ قرآنی نصاب کے حوالے سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کا اہتمام ہوا۔

غزہ کا معصوم بچہ

اُمِ اسامہ

تن تنہا ہی پھرتا ہوں
پیادہ پا ہی چلتا ہوں
کوئی بھی ہے نہیں میرا
میں ربّ کے آسرے پر ہوں
بہت سارے شہیدوں کا
میں تنہا ایک وارث ہوں
کسی کا ہاتھ دفنایا
کسی کا پیر دفنایا
کسی کے تن کے کپڑوں کا
کوئی ٹکڑا ہی ہاتھ آیا
میرے دل کے جہاں اندر
کوئی جذبہ نہ بچ پایا
سبھی کچھ مر گیا ہے پر
پیاس اور بھوک باقی ہے
بڑی ظالم حقیقت ہے
بڑی بے رحم آتش ہے
جگر کو چیر دیتی ہے
رگوں کو کاٹ دیتی ہے
میں دو لقموں کی خاطر
کتنے میلوں میل چلتا ہوں
میں من کے گھاؤ اور زخموں
سے نیلو نیل چلتا ہوں
میں اس امت کا وارث ہوں
کہ جو خیر الامم بھی ہے
میں اُس ہستی کی اُمت ہوں
کہ جو خیر البشر بھی ہے

❁❁❁

ضرورت رشتہ

1۔ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بچوں، لڑکا، عمر 27 سال، تعلیم ماسٹرز، کاسٹ صدیقی، برسر روزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل، گریجویٹ، عمر 22 تا 24 سال کی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

2۔ لڑکا، عمر 29 سال، تعلیم گریجویٹ، اپنا کاروبار، کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0335-3237265

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دیکھنا قافلہ چھوٹ نہ جائے

نعیم اختر عدنان

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع 2024ء میں شرکت کے بعد کچھ تاثرات

تنظیم اسلامی پاکستان نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کی منفرد اسلامی و دینی تحریک ہے جس کے بانی امیر کا اعزاز بین الاقوامی سطح پر تعارف اور پہچان رکھنے والی شخصیت ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو حاصل ہوا۔ درج ذیل مختصر و جامع عبارت پر مشتمل سلوگن کے ذریعے تنظیم اسلامی کی ساخت اور نوعیت سامنے آجاتی ہے: ''تنظیم اسلامی مروجہ مفہوم کے اعتبار سے نہ کوئی سیاسی جماعت ہے نہ مذہبی فرقہ، بلکہ ایک اصولی، اسلامی، انقلابی جماعت ہے جو اولاً پاکستان میں اور بالآخر ساری دنیا میں دینِ حق یعنی اسلام کو غالب کرنے یا دوسرے لفظوں میں نظامِ خلافت کو قائم کرنے کے لیے کوشاں ہے۔'' بقول اقبال؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر!

آج کی دنیا میں نظامِ خلافت اور اس کے قیام کی بات کرنا، بقول اکبر الٰہ آبادی؎

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

کے مصداق ہے۔ دین حق کو غالب کرنے اور نظام خلافت کے قیام کی جدوجہد کے عزم بالجزم کا محض زبانی اظہار ہی نہ ہو بلکہ اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے انقلابی مراحل کی حامل جدوجہد بھی مقصود و مطلوب ہو تو یہ درحقیقت جہاد کا علم بلند کرنے ہی کے مترادف ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنی زندگی اسی مشن کے لیے وقف کیے رکھی۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے ابتدائی قدم کے طور پر اعوان و انصار اکٹھے کیے، بقول شاعر: ''میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل، لوگ ساتھ آتے گئے کارواں بنتا گیا۔'' اس انقلابی جماعت سے وابستگان کو قرآنی فکر کا حامل انقلابی نظریہ دے کر بیعت سمع وطاعت کی کڑی سے منسلک کر کے، ان انقلابی کارکنان کی فکری و نظری اور عملی تربیت کے مراحل طے کیے، مگر دنیا کے مشکل ترین کام کو سرانجام دیتے ہوئے بھی ڈاکٹر صاحبؒ فرماتے تھے: ''میں ایک اسلامی اصولی، انقلابی جماعت بنانے کی کوشش کر رہا ہوں'' بقول مولانا حسرت موہانی ''جان دی دی ہوئی اسی کی تھی، حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا'' اپنے خونِ جگر اور شبانہ روز وشب کی جانگسل محنت اور جدوجہد کے ماحاصل کے بارے میں یہ بھی فرماتے تھے۔

نو امید نہ ہو ان سے اے رہبر فرزانہ
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنی زندگی ہی میں بہت سی تحریکی اور تنظیمی ذمہ داریاں حق بحقدار رسید کے مصداق دوسری نسل کے سپرد کر دیں، جن میں سے ایک تنظیم اسلامی کی امارت بھی تھی۔ تنظیم اسلامی میں تمام سطحوں پر طویل مشاورت اور غور و خوض کے نتیجہ میں محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کو امارت تنظیم کی ذمہ داری تفویض کر دی۔ محترم حافظ عاکف صاحب کو ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے فرزند ارجمند ہونے کا شرف و سعادت بھی حاصل ہے۔ آپ کی قیادت و امارت میں تنظیم اسلامی نے اپنے انقلابی فکر، طے شدہ طریقہ کار کے مطابق تنظیمی و تحریکی اہداف کے حصول کے لیے پیش قدمی جاری رکھی۔ تنظیم اسلامی کا قافلہ مسلسل اپنے ہدف اور منزل کی جانب محوِ سفر رہا، اس عرصہ میں بہت سے نشیب و فراز بھی آئے، مگر یہ قافلہ مسلسل محوِ سفر رہا اس دور میں اگرچہ؎

تیز ترک گامزن، منزل ما دور نیست

کا نعرہ تو سنائی نہیں دیا مگر یہ پُرسوز آواز ضرور کانوں کی سماعتوں سے مسلسل ٹکراتی رہی۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

ایک مسلمان دیگر عقائد اور ایمانیات کے ساتھ ساتھ تقدیر پر بھی ایمان رکھتا ہے، چنانچہ قدرت کاملہ کی کیا حکمت کارفرما تھی کہ محترم و مکرم جناب حافظ عاکف سعید مختلف جسمانی عوارض میں مبتلا ہو گئے اور یوں انہوں نے تنظیم کی امارت سے خود کو سبکدوش کرنے کا فیصلہ کر لیا اور تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس مشاورت کو تنظیم اسلامی کے نئے امیر کے لیے رائے لینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی خصوصی عطا سے جناب شجاع الدین شیخ کا اسم گرامی تنظیم کی امارت کے لیے تجویز ہوا اور جناب حافظ عاکف سعید نے مرکزی مجلس مشاورت کی آراء سے اتفاق کرتے ہوئے انہیں تنظیم اسلامی کا امیر مقرر کر دیا۔ تنظیم اسلامی کے تیسرے اور موجودہ امیر جناب شجاع الدین شیخ کے لیے شاعر کے یہ الفاظ مستعار لیے جا سکتے ہیں۔

بار امانت نہ تو انست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

تنظیم اسلامی پاکستان میں امارت کے منصب میں تبدیلی ہوا کے ایک خوشگوار جھونکے کی آمد کی حامل قرار پائی۔ محترم و مکرم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ نے روز اول ہی سے اپنی تنظیم کے کام اور مقصد کو اپنی ترجیح اوّل بنا کر تنظیم سے وابستہ رفقاء و احباب کو اپنے قال و حال سے یہ پیغام دیا کہ؎

اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو

کے مصداق تمام سطحوں اور جملہ پہلوؤں پر؎

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

کے انداز میں اپنی منفرد پہچان اور شناخت کے ساتھ نہ صرف خود اللہ کے کلمہ کو سربلند کرنے کی جدوجہد میں اپنی متاعِ زیست لگا اور کھپا رہے ہیں بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی اسی راہ عزیمت کا راستہ اختیار کرنے کی ترغیب بھی دیتے رہتے ہیں۔ تنظیم اسلامی کے کل پاکستان رفقاء کے لیے سالانہ اجتماعات اپنی نوعیت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں۔ بہاولپور شہر کے قریب نیم جان دریائے ستلج کے کنارے صحرا میں تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع کا انعقاد، تنظیمی استحکام کے ساتھ ساتھ توسیع تحریک کا زوردار پیغام دے کر اس طرح اختتام پذیر ہوا کہ یہ صدا سنائی دے رہی ہے کہ ''دیکھنا قافلہ چھوٹ نہ جائے'' اللہ تبارک و تعالیٰ غلبہ دین، اسلام کی سربلندی اور خلافت کے عادلانہ نظام کے قیام کی جدوجہد کرنے والے اس قافلہ کو رواں دواں رکھے اور منزل مقصود تک پہنچائے۔ آمین! میر تقی میر کے الفاظ میں رفقاء تنظیم اسلامی کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ؎

معرکہ گرم تو ٹک ہونے دو خونریزی کا
پہلے شمشیر کے نیچے ہمیں جا بیٹھیں گے

تنظیم اسلامی پاکستان کے عالی قدر اور خوش نصیب و خوش خصال امیر اور سالار قافلہ جناب شجاع الدین شیخ کی خدمت میں خواجہ حیدر علی آتش کی نظم کے یہ اشعار پیش خدمت ہیں:

ہوائے دور مے خوشگوار راہ میں ہے
خزاں چمن سے ہے جاتی بہار راہ میں ہے
گدا نواز کوئی شہسوار راہ میں ہے
بلند آج نہایت غبار راہ میں ہے
عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر ہستی میں
نہ کوئی شہر، نہ کوئی دیار راہ میں ہے
نہ بدرقہ ہے، نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے
فقط عنایت پروردگار راہ میں ہے
سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں ہے
مقام تک بھی ہم اپنے پہنچ ہی جائیں گے
خدا تو دوست ہے، دشمن ہزار راہ میں ہے
تھکے جو پاؤں تو چل سر کے بل نہ ٹھہر آتشؔ
گل مراد ہے منزل میں، خار راہ میں ہے

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- حماس کے سربراہ خالد مشعل نے العربی چینل کے ساتھ انٹرویو میں کہا ہے کہ ہم شامی عوام کو بڑی کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں، جنہوں نے ظلم واستبداد کے خلاف اپنی جدوجہد میں عزم، قربانی اور صبر کا غیر معمولی مظاہرہ کرتے ہوئے آزادی، انصاف اور باعزت زندگی کے اپنے خواب کو پورا کیا۔ ہم شام پر ہونے والے ظالمانہ حملوں کی سخت مذمت کرتے ہیں اور امت مسلمہ اور دنیا سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ صہیونی غنڈہ گردی اور قابض طاقتوں کی سازشوں کے خلاف شام کا ساتھ دیں۔
- قابض اسرائیلی فوج کی جانب سے النصیرات کیمپ میں قتل وغارت کی گئی اسی دوران اسرائیلی جنگی کشتیاں غزہ شہر کے ساحل کی جانب اندھا دھند گولیاں برساتی رہیں۔
- رفح کے مشرق میں الجنینہ کے محاذ پر مجاہدین نے منظم کارروائیوں کے دوران قابض صہیونی فوج کی گاڑیوں کو کامیابی سے نشانہ بنایا۔
- قابض اسرائیلی فوج نے تصدیق کی ہے کہ ایک جھڑپ میں اُن کے تین فوجی ہلاک اور آٹھ زخمی ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ ''بنی برا'' میں ہونے والی گاڑی سے کچلنے کی کارروائی قومی بنیاد پر کی گئی تھی، حملہ کرنے والے کا تعلق مقبوضہ فلسطین کے اندرونی علاقوں سے ہے۔ اس جرأت مندانہ کارروائی میں ایک یہودی زخمی ہوا۔ یہ کارروائی ثبوت ہے کہ فلسطینی عوام اپنی زمین اور حقوق کے دفاع کے لیے ہر صورت میں مزاحمت جاری رکھے ہوئے ہیں۔
- غزہ کے سرکاری میڈیا آفس کے ڈائریکٹر نے قابض اسرائیلی حکومت کی جانب سے گزرگاہوں کی بندش اور غذائی وامدادی سامان کی ترسیل پر عائد پابندی کی مذمت کی ہے اور عرب اور مسلم ممالک سے اپیل کی ہے کہ وہ اس غیر انسانی صورتحال کے خلاف متحد موقف اختیار کریں تاکہ غزہ کے عوام کو درپیش مشکلات کا ازالہ کیا جاسکے۔
- القسام بریگیڈز کے ترجمان ابوعبیدہ نے القدس مقبوضہ مغربی کنارے میں انجام دی گئی جرات مندانہ کارروائی پر عوام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ مغربی کنارے کے نوجوانوں اور مجاہدین سے اپیل ہے کہ وہ غزہ کی حمایت میں اور قابض قوتوں کے ان منصوبوں کو ناکام بنانے کے لیے جدوجہد مزید تیز کریں جو مغربی کنارے کو ضم کرکے علاقائی حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔
- حماس کے رہنما عبد الرحمن شدید نے کہا ہے کہ نابلس میں ہونے والے مزاحمتی واقعات، جن میں قابض اسرائیلیوں کی گاڑیوں پر فائرنگ، ان کی گاڑیاں جلانے، اور بیتا کے قریب ایک چیک پوائنٹ کو نشانہ بنانے کے واقعات شامل ہیں، اس بات کا واضح پیغام ہیں کہ مغربی کنارہ قابض اسرائیلی حکومت کے لیے کبھی بھی محفوظ پناہ گاہ نہیں بنے گا۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **پاکستان:** امارت اسلامیہ افغانستان کے دارالحکومت کابل میں ہونے والے دہشت گردی کے حملے میں افغان حکومت کے وزیر برائے مہاجرین خلیل الرحمن حقانی اور ان کے ساتھی شہید ہونے کے سانحہ کی تنظیم اسلامی کی طرف سے شدید مذمت کی گئی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہا کہ ہم افغان بھائیوں کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں اور طالبان حکومت، شہداء کے خاندانوں اور عوام کے ساتھ تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ شہداء کو اعلیٰ درجات عطا فرمائے اور زخمیوں کو جلد صحت یابی نصیب کرے۔
- **بنگلہ دیش: حسینہ فیملی کیخلاف 80 ہزار کروڑ کی کرپشن کے الزامات:** انسداد بدعنوانی کمیشن (اے سی سی) نے سابق وزیر اعظم اور ان کے خاندان کیخلاف 80 ہزار کروڑ ٹکے کی کرپشن کے الزامات کی تحقیقات کا فیصلہ کیا ہے۔ خاندان کے دیگر افراد بھی شامل ہیں۔ واضح رہے کہ عبوری حکومت نے بنگلہ دیش کے کرنسی نوٹوں سے شیخ مجیب کی تصویر ہٹانے کا فیصلہ بھی کیا ہے۔
- **انڈونیشیا: 44 ہزار قیدیوں کی رہائی:** صدر پرابووو سبیانتو نے مختلف جرائم پر قید 44 ہزار قیدیوں کو رہا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان قیدیوں کو انسانی بنیادوں پر رہا کیا جائے گا۔ اس فیصلے کا مقصد انڈونیشیا کی جیلوں پر سے دباؤ کم کرنا ہے، جہاں گنجائش سے زیادہ قیدی موجود ہیں۔
- **بھارت: ٹرائل کورٹس کو مندر، مساجد تنازعات کی سماعت سے روک دیا گیا:** سپریم کورٹ نے 1991ء کے عبادت گاہوں سے متعلق ایکٹ کے خلاف دائر درخواستوں کی سماعت کے دوران ٹرائل کورٹس پر عبادت گاہوں کے خلاف کوئی بھی نیا مقدمہ دائر کرنے پر پابندی عائد کردی ہے۔ قانون میں کہا گیا ہے کہ عبادت گاہوں کی حیثیت وہی رہے گی جو 15 اگست 1947ء کو تھی۔
- **روس: افغان طالبان کو دہشت گرد تنظیموں سے نکال دیا:** روسی پارلیمنٹ نے افغان طالبان کو کالعدم دہشت گرد تنظیموں کی فہرست سے نکالنے کا بل منظور کرلیا۔ اس کے بعد روس کی عدالت افغان طالبان پر لگی پابندی ہٹانے کی مجاز ہوگی۔ روس نے افغان طالبان کو فروری 2003ء میں کالعدم دہشت گرد تنظیموں میں شامل کیا تھا۔
- **امریکہ: شام کو نیا پرچم لہرانے کی اجازت:** امریکا نے واشنگٹن میں شام کے سفارت خانے پر نیا پرچم لہرانے کی اجازت دے دی۔ ادھر امریکی وزارت خارجہ نے اپنے شہریوں پر زور دیا ہے کہ وہ شام کو چھوڑ دیں۔
- **سعودی عرب: روضہ رسول ﷺ کے زائرین کی تعداد 15 ملین:** وزیر حج وعمرہ ڈاکٹر توفیق الربیعہ نے رواں سال مسجد نبوی روضہ شریف میں زائرین کی تعداد 15 ملین تک پہنچنے کی توقع کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نسک ایپلیکیشن سے خدمات میں معیاری تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر واشاعت)

The Collective Aim of The Muslim Ummah

We Muslims are the member of an Ummah (Islamic community) whose sole purpose of existence and the aim of installation, according to Qur'an, is none other than calling people to Allah. As such, in this terrestrial existence not only our dignity and honor depend on realizing this collective aim, but our very existence as a religious community also depends on executing this duty in the right earnest. In the seventeenth section (ruku) of Surah Al-Baqarah (the Cow), along with the order for the change of Qiblah, the following verse was revealed:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾

"And thus have We made you an exalted (middle) nation (Ummah), that you may be the bearers of witness against the people and (that) the Messenger of Allah may be the bearer of witness against you." ***(Surah Al-Baqarah: Verse 143)***

The divine order for the change of *Qiblah* was in fact a symbol that henceforth the custodian of the mosque of Jerusalem i.e., the sons of Israel have been deprived of the guardianship of the holy place and of their position as the upholders of the divine guidance. And in their place were installed the sons of Ismael as the custodians of the Holy *Kabah* at *Makkah Al-Mukarramah* and as the new recipients and propagators of the Divine Guidance. Quite obviously, the sons of Ismael occupy the pivotal and nuclear position in the Muslim Ummah. As such their language was chosen for the revelation of the last Divine Book, and their customs and practices with amendments, modifications, additions and omissions have become the warp and woof of the last divinely revealed code of life. Other nations – *"Akhereen"* – which joined them later in Islam became in essence an integral part of them. This indeed was a great blessing of God on them. But it was a privilege of only *"Ummiyyeen"* (unlettered people of Arabia) that the last Prophet *(SAAW)* was chosen from amongst them.

The objective and aim of the formation of this Ummah has been described very clearly thus in Surah Aal-i-Imran:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾

"You are the best of the nations raised up for (the benefit of) men: you enjoin what is right and forbid the wrong and believe in Allah."

(Surah Aal-i-Imran; Verse 110)

This verse makes it crystal clear that, according to the Qur'an, there is a radical difference in the ultimate aims and goals of the Muslim Ummah and other nations and communities of the world. By and large the goals which most nations of the world have been aiming at are self-aggrandizement, political power and military armaments, amassing of wealth, and subjugation of other peoples for their own selfish ends. This subjugation has been both political and/or cultural and economic. On the other hand, the aim and object of the very existence of this Ummah is that Allah *(SWT)* is recognized as the Lord of the Universe, His commands are exalted and upheld by all, the truth triumphs, virtues and good deeds flourish and vices and wickedness are completely uprooted. In other words, this Ummah is in reality the representative of God on earth: an agency for the propagation of virtue and an institution for the total eradication of evil and falsehood from this world.

Ref: An excerpt from, "Calling People Unto Allah", by Dr Absar Ahmad (pages 09-11);
English translation of the booklet:
"اسلام کی نشاۃ ثانیہ : کرنے کا اصل کام"
by Dr Israr Ahmad *(RAA)*

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.49

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore